هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق
قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی۔

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ معاونین ۔ عام چندہ ۔ ششماہی ۔ بیرون ہند
صہ ۔ للعہ ۔ عہ ۔ عہ ۔ ۸ شلنگ

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۴ قادیان دارالامان مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء نمبر ۴

۱۸۱ [illegible]
[illegible] دارالانوار
قادیان Qadian

دارالامان کی خبریں

(۱) ۲۶ جنوری - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ابھی کھانسی کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ سردرد ناساز ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب بی۔اے کی شادی

۱۲ جنوری بروز پیر تقریب رخصتانہ دختر نیک اختر نواب زادہ میاں عبداللہ خاں صاحب جس کا عقد صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب بی۔اے مولوی فاضل سے ہوا تھا۔ عمل میں آئی۔ اور ۲۵ جنوری کی دوپہر کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی دعوت ولیمہ دی۔

اس دعوت میں تیرہ سو کے قریب مردوں اور خواتین کو کھانا کھلایا گیا (۱) قادیان کے وہ تمام اصحاب مدعو تھے۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (۲) مدرسہ احمدیہ - تعلیم الاسلام ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ کے سٹاف (۳) دفاتر کے اکثر کارکن (۴) واقفین تحریک جدید (۵) محلہ دار الفضل سے ۵۰ محلہ دار الرحمت سے ۵۰ محلہ مسجد مبارک سے ۵۰ محلہ دار البرکات سے ۳۰ - محلہ دار العلوم سے ۳۰ - محلہ ریتی چھلہ سے ۲۰ - محلہ مسجد فضل سے ۲۰ - محلہ مسجد اقصیٰ سے ۱۰ - محلہ دار الانوار سے ۵ - دار السعۃ سے ۵ - ناصر آباد سے ۱۰ اصحاب مدعو تھے ان کے علاوہ تمام محلوں کے غربا اور مساکین نیز دار الصحت کے کچھ کچھ نومسلمین بھی بلائے گئے تھے۔ (۶) مہمانخانہ کے بہت سے مہمان (۷) مقامی سرکاری اداروں کے ملازمین (۸) متصلہ گاؤں بھینی ننگل - قادر آباد اور احمد آباد اور کھارا کے بعض اصحاب (۹) بعض غیر احمدی اصحاب۔

نمائندگان مجلس مشاورت کے متعلق ضروری اعلان

جیساکہ اخبار فاروق میں اعلان کیا جاچکا ہے۔ مجلس مشاورت ۷-۸-۹ اپریل ۱۹۳۹ء ایسٹر کی تعطیلات میں ہوگی۔ عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی جماعت کے نمائندگان کا انتخاب کرکے دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ انتخاب کے وقت مندرجہ ذیل امور کو مدِ نظر رکھیں:۔

(۱) نمائندگان جماعت میں باا ثر اور صاحب رسوخ ہوں۔

(۲) چندہ عام یا وصیت کا ان کے ذمہ بقایا نہ ہو۔ یا دفتر متعلقہ سے مہلت حاصل کی ہو۔

(۳) طالب علم نہ ہوں۔ اور اسلامی شعار ڈاڑھی رکھتے ہوں۔

نوٹ:۔ انتخاب کے ساتھ یہ بھی اطلاع ہو۔ کہ انتخاب حسب شرائط ہوا ہے۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

ناظرین فاروق کو عید مبارک ہو

ہمارا دوسرا یوم تبلیغ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے دوسرا یوم التبلیغ قریب آرہا ہے۔ یہ یوم التبلیغ غیر مسلم اصحاب میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے تیاری شروع کردیں۔ اپنی ملاقات کا دائرہ وسیع کریں۔ بالخصوص ان لوگوں میں جو سلامتی پسند اور حق کے طالب ہیں۔ دفتر نشر واشاعت نے اس کے لئے حسب ذیل ٹریکٹ چھپوانے کا انتظام کیا ہے:۔

(۱) وہی ہمارا کرشن اردو (۲) بھگوان کرشن کا اوتار اردو (۳) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از روئے بائیبل اردو (۴) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از روئے سکھ کتب اردو۔ (۵) بھگوان کرشن کا اوتار ہندی (۶) وہی ہمارا کرشن ہندی (۷) قاضی کرشن گورمکھی (۸) ایک کا اوتار گورمکھی (۹) پیغام صلح انگریزی و گورمکھی۔ (۱۰) گورمکھی ترجمہ قرآن کریم (۱۱) سیرت نبی کریمؐ بزبان گورمکھی۔

مندرجہ بالا ٹریکٹ عام کتابی سائز پر ہوں گے۔ جو ٹریکٹ چار صفحات پر مشتمل ہوں گے۔ وہ ایک پیسے میں پانچ یعنی ۲۰ صفحے اور چار آنے کے سو ٹریکٹ یعنی چار سو صفحے دفتر سے مہیا کئے جائیں گے۔ ہندی اور گورمکھی کے جو ٹریکٹ شائع کئے جائیں گے۔ ان کا حساب اس سے کچھ زیادہ یعنی بجائے پانچ پانچ پیسہ کے چار چار ہوگا۔ نظارت اپنی طرف سے دس ہزار ٹریکٹ مفت جماعتوں کو بھجوائے گی۔ اس سے زیادہ مطالبہ کے لئے ٹریکٹوں کی قیمت اور ڈاک کا خرچ پیشگی موصول ہونا چاہیئے۔ ان ٹریکٹوں کے علاوہ اگر جماعتوں میں کسی نے اور ٹریکٹ تیار کئے ہوئے ہوں۔ تو وہ بھی بھیج کر اس شرح پر چھپوا سکتے ہیں۔ اگر وہ ٹریکٹ عام فائدہ کا ہوگا۔ تو نظارت اپنے خرچ پر بھی چھپوا سکتی ہے۔ بیرونی جماعتوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار سپاہیوں والی پیشگوئی میں شامل ہونیکا نادر موقعہ

جن احباب نے گذشتہ کسی سال چندہ دیا ہے انکو اب گذشتہ کمی کا ازالہ کرنے کی اجازت ہے

وقت بہت کم رہ گیا آخری تاریخ دس فروری ہے۔ جماعتوں اور افراد کو فوری توجہ کرکے وعدے حضور کے پیش کرنے چاہئیں

سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اس چندہ میں حصہ لینے والوں کے متعلق میرا ارادہ ہے۔ کہ ان کو دو گروہوں میں تقسیم کرکے ان کی فہرستیں بنائی جائیں۔ ایک وہ جنہوں نے دس سال تک قاعدہ کے مطابق چندہ دیا۔ دوسرے وہ جنہوں نے دس سال تک ہر سال پہلے سال سے بڑھ کر چندہ دیا۔"

چونکہ "تحریک جدید" میں چندہ دینے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی "پانچ ہزار والی پیشگوئی" کو پورا کرنے والے ہیں۔ اسی لئے ان کی قربانی کو یاد رکھنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا جائے گا۔"

(۱) "ان فہرستوں کو ایک جگہ جمع کرکے اور ساتھ تحریک جدید کی مختصر سی تاریخ لکھ کر چھاپ دیا جائے گا۔ اور دفتر تحریک جدید تمام احمدیہ لائبریریوں میں یہ کتاب مفت بھیجے گا۔"

(۲) "جب دس سال ختم ہو جائیں گے۔ تو اس فنڈ کی آمد کا ایک معمولی حصہ چندہ دینے والوں کی طرف سے صدقہ کے طور پر سالانہ غرباء پر خرچ کیا جائے گا۔"

(۳) مرکز میں ایک اہم لائبریری قائم کی جائے گی۔ اور اس کے ہال میں ان تمام لوگوں کے نام لکھ دیئے جائیں گے۔"

(۴) "دس سال تک ہر سال زیادہ دینے والوں کے متعلق ایک اور تجویز بھی ہے۔ جسے اپنے وقت پر ظاہر کیا جائیگا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے پورا کرنے والوں کی فہرست میں ان ہی احباب کا نام آئیگا جنہوں نے متواتر دس سال تک اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے اپنے مال کو سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ قواعد اور اصول کے مطابق راہ خدا میں خرچ کیا ہوگا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی مستقل قربانیوں کے باعث اللہ تعالےٰ کے حضور صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح بدری صحابہ کا مقام حاصل کرنے والے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہی اپنی پائیدار اور مستقل قربانی سے ثابت کر دیا ہوگا۔ کہ جب بھی ان کو مرکز سے راہ خدا میں قربانی کے لئے بلایا جاویگا۔ وہ ابراہیمی طیور کی طرح چاروں طرف سے لبیک لبیک کی آواز بلند کرتے ہوئے حاضر ہو جائیں گے۔ چونکہ بعض احباب نے گذشتہ سالوں میں حصہ نہیں لیا ہے۔ مگر ان کا ایمان ان کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ اس خدائی فوج میں شامل ہوں۔ اسلئے انہوں نے مختلف قسم کے سوالات حضور ایدہ اللہ کے حضور پیش کئے ہیں۔ اور ان کے جوابات حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارقام فرمائے ہیں۔ پس ذیل میں ان کے جوابات لکھ دیئے جاتے ہیں۔ تا احباب اپنی طاقت اور توفیق کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے پورا کرنے میں شمولیت اختیار کر سکیں۔

(۱) ہر وہ شخص جو نیا احمدی ہوا ہے۔ اسے حضور کی طرف سے اجازت ہے کہ وہ گذشتہ سالوں کا چندہ دے کر اس خدائی فوج میں شامل ہو جائے۔

(۲) ہر وہ شخص جسے پہلے اس تحریک کا علم نہ تھا۔ یا وہ ہر شخص جسے تحریک کے ہونے کا تو علم تھا۔ مگر اسے سمجھ نہیں آئی۔ اور اب اسے اللہ تعالےٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے۔ اسے اجازت ہے کہ وہ گذشتہ سالوں کا چندہ تحریک جدید عطا کر دے۔

(۳) ہر وہ شخص جو کلی طور پر نادار تھا اپنی ناداری کے باعث گذشتہ کسی سال یا سالوں میں حصہ نہیں لے سکا۔ مگر اب اللہ تعالےٰ نے اسے توفیق بخشی ہے۔ کہ وہ حصہ لے سکے۔ اسلئے ایسے شخص کو بھی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اجازت فرما دی ہے۔ کہ وہ اپنا گذشتہ سالوں کا حصہ ادا کرے۔

(۴) ہر وہ شخص جس نے گذشتہ سالوں میں اپنی طاقت سے کم حصہ لیا۔ اب ان کی مالی حالت اللہ تعالےٰ نے پہلے سے زیادہ مضبوط کر دی۔ آج سے چار سال پہلے ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ مگر اب خدا تعالےٰ نے اسے اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ جب خدا نے ان سے اب خاص سلوک کیا ہے۔ تو ان کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ خاص جواب دیں۔ پس وہ لوگ جن کی مالی حالت اللہ تعالےٰ نے مضبوط کر دی ہے۔ ان پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ اور انہیں اپنی گذشتہ سالوں کی کمی کا ازالہ کرکے سابقون الاولون کے اس گروہ میں آنا چاہیئے۔ جو دس سال تک ہر سال پہلے سال سے زیادہ دینے والا ہے۔ اور ایسا کرنے کی یعنی اپنی گذشتہ سالوں کی کمی میں اضافہ کرنے کی اجازت ہے۔ پس ایسے احباب اس موقعہ کو غنیمت جانیں۔ اور سابقون الاولون میں شامل ہونے کی پوری کوشش کریں۔

(۵) ہر وہ شخص جس نے پہلے کسی سال میں حصہ لیا۔ مگر بعد میں مالی مشکلات کے باعث معذور ہو گیا۔ وہ اب چاہتا ہے۔ کہ تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو جائے۔ ایسے احباب کے لئے بھی سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ازراہ رحم اجازت فرما دی ہے۔ کہ وہ اپنے گذشتہ سالوں کا چندہ دے لیں۔

(۶) ہر وہ شخص جس نے گذشتہ سال میں حصہ لیا۔ اور مجبوری کی وجہ سے معافی حاصل کر چکا ہے۔ مگر اب اللہ تعالےٰ نے اسے طاقت دی ہے۔ کہ وہ اب وعدہ کی رقم معافی کو ادا کر سکتا ہے۔ اسے اجازت ہے۔ کہ وہ شامل ہو جائے۔ اور اپنا معافی حاصل کردہ وعدہ ایفاء کرکے مسلسل قربانی کرنے والوں میں شامل ہو جائے۔

(۷) ہر وہ شخص جس نے کسی ایک یا دو یا تین سال میں غفلت سے حصہ نہیں لیا۔ مگر اب تحریک جدید کی اہمیت نے اسے بیدار کر دیا ہے۔ ایسے احباب کے لئے بھی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے شامل ہونے کی اجازت فرما دی ہے۔ غرض جن کو گذشتہ سالوں میں شامل ہونے کی توفیق تھی۔ مگر انہوں نے جان بوجھ کر حصہ نہیں لیا۔ ان کو گذشتہ سالوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں۔ لیکن ان کو نئے سال یعنی سال پنجم کی قربانی میں شامل ہو کر ثواب حاصل کرنے کی اجازت ہے۔

جن جماعتوں یا افراد نے تا حال اپنا وعدہ حضور کی خدمت میں نہیں ارسال کیا۔ انہیں اپنے وعدے فوری ارسال کرنے چاہئیں۔ کیونکہ آخری تاریخ وعدوں کی بالکل قریب آگئی ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزار سپاہیوں والی پیشگوئی کی شمولیت سے رہ جائیں۔ پس فوری فہرستیں حضور ایدہ اللہ کے پیش ہوں۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری
تحریک جدید قادیان

سنسکرت پڑھنے کے شائق طلباء

سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے تین طلباء کی ضرورت ہے۔ ہر طالب علم کو دس روپے ماہوار وظیفہ ملے گا۔ دو مولوی فاضل ہونے چاہئیں۔ اور ایک گریجوایٹ۔ منشی فاضل پاس امیدوار بھی اپنی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔ درخواستوں کے ساتھ نقول سرٹیفکیٹ اور جماعت کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ ناظر تعلیم وتربیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۴

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۳۹ء

ہر احمدی نئے احمدی بنانے کا وعدہ کرے

ہندوستان کی جماعتیں اپنے وعدے آٹھ مارچ تک اور بیرون ہند کی دس اپریل تک بھیج دیں

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

نزلہ اور کھانسی کی تکلیف کی وجہ سے میں خود تو آواز نہیں پہنچا سکتا۔ ممکن ہے۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ پہنچ جائے۔

مجھے آج "الفضل" میں یہ دیکھ کر بہت تعجب بھی ہوا۔ حیرت بھی ہوئی۔ اور افسوس بھی ہوا۔ مسلمانوں کی حالت پر کہ وہ یہاں تک گر گئی ہے۔ کہ اخبار "اہلحدیث" میں لکھا ہے۔ کہ قادیانیوں کا خلیفہ خطبۂ جمعہ میں ہمیشہ سورہ فاتحہ پڑھ کر لیکچر شروع کر دیتا ہے۔ جس پر بہت زیادہ وقت لگتا ہے۔ "اہلحدیث" کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سورۂ فاتحہ تو

ہماری جماعت کا خاص نشان

ہے۔ اللہ تعالےٰ نے پرانی کتب میں یہ ایک پیشگوئی رکھی ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت میں سات مہروں والی ایک کتاب کے راز ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ جس کا نام فتوحہ ہوگا۔ یعنی سات آیتوں کی سورہ کی حقیقت کھولی جائے گی۔ جس کا نام فاتحہ ہوگا۔ پس اس لحاظ سے

سورہ فاتحہ کے ساتھ ہمارا خاص تعلق

ہے۔ لیکن اگر یہ نہ بھی ہو۔ تو بھی سورہ فاتحہ ایک ایسی دعا پر مشتمل ہے۔ کہ اس کے بغیر ایک مومن کا کام تو چل سکتا ہی نہیں۔ اگر وقت کو بچانا ہو۔ تو پھر تقریر کرنے کی ہی کیا ضرورت ہے۔ خاموشی ہی کیوں نہ اختیار کی جائے۔ یا پھر اختصار ہی اگر ضروری ہو۔ تو یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ کہ تقریر کو چھوٹا کر لیا جائے۔ بجائے اس کے کہ اس دعا سے آنکھیں بند کر لی جائیں۔ اور اسے چھوڑ دیا جائے۔ جو ہمارے توکل اور ایمان کی بنیاد ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو۔ وہ نامبارک اور ناکام مجلس ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص ہر وقت اللہ تعالےٰ سے ہدایت طلب نہیں کرتا۔ اس کے ہر وقت گڑھے میں گرنے کا امکان ہے۔ اور ہر وقت یہ خطرہ ہے۔ کہ غلطی نہ کر جائے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ دعا مانگنے والا بھی غلطی کر سکتا ہے۔ اور اس کا قدم بھی غلط رستہ پر اٹھ سکتا ہے۔ مگر ہمیں دیکھنا یہ ہے۔ کہ امکان کس کے لئے زیادہ ہے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دوائیاں کھانے والے بھی مرتے ہیں۔ مگر کیا اس سے لوگ دوائیوں کا کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ جس طرح کئی بار ایسا ہوتا ہے۔ کہ دوائی اپنا اثر نہیں کرتی۔ اسی طرح بعض موقعوں پر دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ لیکن بہرحال جس طرح صحت کی ضمانت اسے حاصل ہوتی ہے۔ جس نے دوائی کا استعمال کیا۔ اسی طرح

کامیابی کی ضمانت

اسے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو دعا کرتا ہے۔ ہم اس دعا کے ساتھ اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب ایسا نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک اس سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ اب دونوں کے کاموں کے نتائج بھی ظاہر ہیں ہم سورہ فاتحہ پڑھ کر وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اور مولوی صاحب اس وقت کو بچا لیتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ دونوں کے کاموں کے نتائج کیا ہیں۔ ہم سورہ فاتحہ کی تلاوت کے ساتھ وقت ضائع کر کے بھی کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور مولوی صاحب وقت ضائع نہیں کرتے۔ مگر ناکام ہو رہے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ وقت کا ضیاع ہمیں مہنگا نہیں پڑتا۔ بلکہ مفید ہے پس اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ اس فضل الٰہی کو دیکھنے کے باوجود ہم ان باتوں کو چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو جائیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم اتنے بے وقوف نہیں ہیں۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جیسا کہ میں نے اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تحریک کی تھی۔ ہر احمدی یہ ذمہ لے کہ

سال بھر میں کم سے کم ایک دو نئے احمدی

ضرور بنائے گا۔ یہ تحریک اس سے پہلے بھی میری طرف سے ہوتی رہی ہے۔ لیکن چونکہ پہلے کبھی اسے معین صورت میں پیش نہیں کیا گیا۔ اسلئے جماعت کے دوستوں نے بھی اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اسے ایک کان سے سُن کر دوسرے سے نکال دیتے رہے ہیں۔ خصوصاً قادیان کے لوگوں نے تو اسے لطیفہ سے زیادہ وقعت کبھی نہیں دی۔ اسلئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اب اسے منظم صورت دی جائے۔ اور دوست بھی منظم طور پر وعدے پیش کریں۔ ان وعدوں کا پورا ہونا یا نہ ہونا تو سال کے بعد دیکھا جائے گا۔ لیکن آج ہمیں یہ تو معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ جماعت کے دوستوں کی کیا نیتیں اور کیا ارادے ہیں۔ جب کوئی شخص صحیح طور پر وعدہ کرتا اور پھر اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے اس وعدہ کو پورا کرنے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی شخص کسی تحریک کو محض وعظ کے رنگ میں سنتا ہے۔ تو پھر اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ یا تو اسے کسی دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھتا ہے۔ یا پھر یہ خیال کر لیتا ہے کہ یہ تحریک دوسروں کے لئے ہے۔ میرے لئے نہیں۔ اور دونوں صورتوں میں ناکام رہتا ہے۔ اگر وہ اسے دوسروں کے لئے سمجھتا ہے۔ تو بھی خود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور اگر اسے کسی دوسرے وقت پر اٹھا رکھتا ہے۔ تو بھی ناکام رہتا ہے۔ اس لئے آج اس تحریک کو معین صورت دینے کے لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ سب سے پہلے قادیان کے مختلف محلوں کے پریذیڈنٹ اور سکرٹریان ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام بالغ مردوں یعنی

پندرہ سال سے زیادہ عمر کے احمدیوں کی فہرستیں

تیار کر دیں۔ جن میں یہ درج ہو۔ کہ وہ سال میں کتنے لوگوں کو احمدی بنانے کی کوشش کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ تعداد معین کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ کوئی ہزار احمدی بنائے۔ مگر ہم تو اقل ترین تعداد معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح معین کرنے سے کام کرنے والے کا حوصلہ بھی قائم ہوتا ہے۔ اور پھر اس سے ہر شخص کے اخلاص کی حقیقت بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص یونہی بہت سی تعداد لکھوا دیتا ہے۔ جس کے لئے دوران سال میں کوئی کوشش نہیں کرتا۔ تو اس کے متعلق لوگوں کو علم ہو جائے گا۔ کہ وہ یونہی بڑ مارنے والا ہے۔ دین سے اسے کوئی غرض نہیں۔ پس اس صورت میں ہم کو بھی لوگوں کے اخلاص کی حقیقت کا پتہ لگ سکے گا۔ اور خود لوگوں کو بھی اپنے اخلاص کی حقیقت کا علم ہو سکے گا۔ اور اس طرح تعداد معین کرنے سے کام کرنے والوں کو بھی یہ خیال رہے گا۔ کہ انہوں نے کتنا کام کرنا ہے۔ اور وہ یہ بھی سوچ سکیں گے۔ کہ وہ اتنی تعداد پوری کرنے کے لئے

کہاں کہاں تبلیغ کر سکتے ہیں۔

پس قادیان کے عہدیدار ایک ہفتہ کے اندر اندر ایسی فہرستیں تیار کر کے بھجوا دیں۔ اور **باہر کی جماعتیں ۲۸ فروری یعنی فروری کے آخر تک** ایسی لسٹیں بھجوا دیں۔ (چونکہ خطبہ دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ اس مدت کو ۸ مارچ تک بڑھا دیتا ہوں) کہ ہر احمدی اس اس تعداد میں نئے احمدی بنانے کی کوشش کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور پھر ہر سہ ماہی کے بعد یہ اطلاع بھی دیتے رہیں۔ کہ یہ کوششیں کس حد تک کامیاب ہو رہی ہیں۔ **قادیان میں انتظام** زیادہ ہے۔ یہ ایک ہی شہر ہے۔ پھر یہاں کے لوگوں کے لئے اچھا نمونہ پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ اسلئے وہ ایک ہفتہ تک ایسی لسٹیں مکمل کریں۔ ہندوستان کی جماعتوں کے لئے میں نے قریباً دو ماہ کا وقت رکھا ہے۔ اور **ہندوستان سے باہر کی جماعتوں کے لئے** قریباً تین ماہ رکھتا ہوں۔ یعنی دس اپریل تک دو تین ہفتہ میں ان کو اطلاع پہنچ جائے گی۔ دو تین ہفتہ جواب آنے کے لئے۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ احمدیت کی اشاعت نہ صرف اسلئے ضروری ہے۔ کہ خدا کے دین کی اشاعت ہو۔ بلکہ لوگوں کی اپنی تربیت کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے۔ جب وہ تبلیغ کے لئے باہر نکلیں گے۔ دوسروں کے پاس جائیں گے۔ تو ان پر اعتراض ہوں گے۔ لوگ احمدیوں کے عیوب بیان کریں گے۔ اور ممکن ہے۔ ان میں سے کوئی عیب خود ان کے اپنے اندر پایا جاتا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ اپنی اصلاح کی کوشش کریں گے۔ اپنے علوم بڑھانے کی جد و جہد کریں گے۔ اور سلسلہ کی تعلیم کو سیکھنے کی سعی کریں گے۔ اور اس طرح یہ تحریک **تبلیغ اور تربیت** دونوں لحاظ سے مفید ثابت ہوگی۔ پس پندرہ سال سے اوپر عمر کے تمام نوجوانوں ادھیڑ عمر والوں اور بوڑھوں کی فہرستیں تیار کی جائیں اور بتایا جائے۔ کہ انہوں نے کس کس قدر احمدی سال میں بنانے کی کوشش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور کس کس مقام کے لوگوں کو مدنظر رکھا ہے۔ اس سال میں اس تحریک کو صرف مردوں کے لئے ہی رکھتا ہوں۔ عورتیں بھی اگر چاہیں۔ تو اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کے لئے اپنے نام لکھوا سکتی ہیں۔ مگر ان کے لئے یہ تحریک لازمی نہیں۔ بلکہ اختیاری ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب انسان ہمت اور ارادہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ ضرور اسے کامیابی عطا کرتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے عام رنگ میں یہ تحریک کی تھی۔ اور اگرچہ یہ تحریک باقاعدہ نہ تھی۔ مگر **بعض لوگوں کی بیعت کے خطوط** بعض دوست بھجوا رہے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ ضرور نئے احمدی بنائیں گے چنانچہ ان وعدوں کے مطابق یہ بیعت کے خطوط بھجوا رہے ہیں۔ اسی طرح اگر سب دوست توجہ کریں۔ اور ہمت کریں۔ تو یہ کوئی مشکل کام نہیں مگر جب یہ خیال کر لیا جائے۔ کہ یہ دوسرے کا فرض ہے۔ ہمارا نہیں۔ تو پھر کامیابی کی کوئی صورت نہیں

قادیان کے جو لوگ اپنے نام لکھوائیں۔ تو چونکہ یہاں دوسرے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ اسلئے وہ ساتھ ہی یہ ضرور لکھوائیں۔ کہ کس کس گاؤں میں سے وہ احمدی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سے ایک تو ہمیں یہ پتہ لگ جائیگا۔ کہ کون کونسے گاؤں دوستوں کے مدنظر ہیں۔ اور پھر پروگرام بناتے وقت ہم یہ بھی دیکھ سکیں گے۔ کہ کسی جگہ ضرورت سے زیادہ لوگوں کا وقت ضائع نہ ہو۔ اور کام کو تقسیم کرنے کا اندازہ بھی کیا جا سکے گا۔ اور اس میں بہت سہولت رہے گی۔ اس لئے میں نے یہ رکھا ہے۔ کہ دوست **تعداد کے ساتھ جگہیں بھی بتا دیں** ہاں اگر کوئی خاص جگہ کسی کے ذہن میں نہ ہو۔ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میں عام طور پر کوشش کرونگا یا مثلاً تصنیف کا کام کرنے والے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارا حلقہ اثر زیادہ وسیع ہوگا۔ کیونکہ ہمیں براہِ راست لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ **مبلغین کے دورہ کے احمدی** شمار نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ وہ ان کے نہیں بلکہ سلسلہ کے ہیں۔ ان کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنی رخصت حاصل کر کے جس کا انہیں حق ہو۔ تبلیغ کے لئے جائیں۔ اور پھر اس عرصہ میں احمدی بنا کر اپنا وعدہ پورا کریں۔ اگر ان کے دورہ کے احمدیوں کو ان کے وعدہ میں شمار کر لیا جائے۔ تو یہ بالکل بے معنی بات ہوگی۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ مختلف مقامات کے احمدی لوگوں کو تیار کرتے رہیں۔ لیکن ہمارا ایک مبلغ وہاں جا کر ایک آخری تحریک کے بعد ان سے بیعت کا خط لکھا دے۔ اور کہہ دے کہ دیکھو میں نے پچاس احمدی بنائے ہیں۔ ایسے احمدیوں پر ان کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ یہ ان جماعتوں کا حق ہے۔ جو ان کو تیار کرتی ہیں۔ مبلغ تو ایسے موقعہ پر صرف **پوسٹ آفس کے افسر کا کام** کرتے ہیں۔ کہ بیعت کے خطوط لے کر بھجوا دیتے ہیں۔ اس لئے ان کو اپنے حق کی رخصت لے کر اپنے وعدے کرنے چاہئیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر صحیح طریق پر جماعت نے اس طرف توجہ کی۔ تو عنقریب نیک نتائج پیدا ہوں گے۔ ہندوستان میں بھی اور ہندوستان سے باہر بھی۔ اور اگر اس طرح ہر سال باقاعدہ کوشش کی جائے۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے قریبی عرصہ میں ہی **نمایاں کامیابی** حاصل ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک تو چونکہ معین طور پر کام نہیں ہوا۔ اس لئے دوستوں نے بھی بے توجہی کی ہے۔ مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ اب کہ یہ کام معین صورت میں شروع کیا جا رہا ہے۔ قادیان کے دوست بھی اور باہر کے دوست بھی اسکی اہمیت کا احساس کریں گے۔ اور جلد از جلد اپنے وعدے بھجوائیں گے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ہر شخص اپنے وعدہ کو پورا کر سکے۔ بعض ایسے بھی ہوں گے۔ جو اسے ٹھیک طور پر پورا نہ کر سکیں گے۔ مگر بعض ایسے بھی ہوں گے۔ جو وعدہ سے زیادہ احمدی بنا سکیں گے۔ اور عین ممکن ہے۔ کہ بعض ایسے دوست جنہوں نے ایک یا دو کا وعدہ کیا ہو۔ اللہ تعالےٰ ان کو دس بیس احمدی بنانے کی توفیق دے دے۔ یہ خدا تعالےٰ کی دین ہے۔ جیسی کسی کی نیت ہو۔ ویسا ہی اللہ تعم اس پر فضل کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ کوشش کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اسے کامیابی بھی زیادہ عطا کرتا ہے۔ **تبلیغ کے لئے نفسیات کا خیال** رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ بہت سے لوگ تبلیغ کرتے وقت دوسرے کے خیالات کا احساس نہیں رکھتے۔ اور اندھا دھند باتیں کرتے جاتے ہیں۔ ان کی مثال اس نابینا شخص کی ہوتی ہے۔ جو لٹھ لے کر دشمن پر حملہ کرنے کے لئے سیدھا چلتا جاتا ہے۔ کمرہ کے اندر جو لوگ ہوتے ہیں۔ وہ ایک کونہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور نابینا اپنے سامنے لٹھ گھماتا رہتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ بغیر سوچے سمجھے تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات وفاتِ مسیح کا مسئلہ ہی رٹتے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگلا شخص اس کا پہلے ہی قائل ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ ختم نبوت کے دلائل دیتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگلا خدا تعالیٰ کی ہستی کا بھی قائل نہیں ہوتا۔ یہ اس بحث میں پڑے رہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی آ سکتا ہے۔ حالانکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی نبی نہیں مانتا۔ پس ہمیشہ **مخاطب کے دماغ کو پڑھ کر** بات کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مخاطب کے حالات کا مطالعہ کرنے اور اسکی بات کو سمجھنے کے بغیر تبلیغ کرنا لغو بات ہے۔ غیب کا علم صرف اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ باقی کوئی نبی ہو۔ خلیفہ ہو۔ ولی ہو یا کوئی مومن۔ متقی ہو ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ کہ دوسرے کے حالات پہلے معلوم کرے۔ اور پھر تبلیغ کرے بسا اوقات لوگ دلی عقائد ڈر کی وجہ سے بیان ہی نہیں کرتے۔ مثلاً مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے والا حتی الوسع کبھی یہ بات نہیں کہے گا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کو نہیں مانتا۔ بظاہر وہ مسلمان نظر آئے گا۔ سبحان اللہ اور الحمدللہ بھی کہے گا۔ مگر دل میں اللہ تعالےٰ کی ہستی کا بھی قائل نہ ہوگا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ پہلے بات چیت کر کے ان کا اندرونہ معلوم کرنا چاہیئے۔ مثلاً ان کے ساتھ احمدیت کا ذکر شروع کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ ہے تو صداقت۔ مگر کئی لوگ اس کو اس واسطے نہیں مانتے۔ کہ ان کا **خدا تعالےٰ پر ایمان** ہی نہیں ہوتا۔ پھر کئی اس واسطے نہیں مانتے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد کے قائل نہیں۔ کسی کو جماعت کے بعض کاموں پر اعتراض ہے۔ اس لئے نہیں مانتا۔ پھر کئی سیاسی لحاظ سے اس جماعت کو مضر سمجھتے ہیں۔ اس لئے صداقت کو قبول نہیں کرتے۔ اور اس طرح باتیں کر کے پہلے اس کا اندرونہ معلوم کرنا چاہیئے۔ اور پھر اس کا مرض معلوم کر کے علاج کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس طرح **صحیح طریق پر تبلیغ** کرنی چاہیئے۔

پھر جو لوگ ان پڑھ ہیں۔ اور زیادہ علمی باتیں نہیں جانتے۔ وہ جہاں تک خود بات چیت کر سکتے ہیں۔ کریں۔ اور پھر **زیر تبلیغ اشخاص کو قادیان لے آئیں** اور یہاں کسی عالم سے ملائیں۔ اس کے بعد اگر

وہ لوگ احمدی ہوں گے۔ تو یہ انہی کا کام سمجھا جائیگا۔ اس عالم کا نہیں۔ جس نے ان کی تسلی کی۔ علاوہ اسکا کام وہ سمجھا جائیگا۔ جو وہ رخصت کے ایام میں خاص پروگرام کے ماتحت کریں گے۔ اور جس میں ابتدا بھی ان کی طرف سے ہو گی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ **قادیان کے عہدہ دار** ایسی فہرستیں مکمل کر کے ایک ہفتہ کے اندر اندر بھجوا دیں گے۔ ایک قسم کی فہرستیں میں پہلے بنوا چکا ہوں۔ جن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ پانچ سال سے اوپر عمر کے تینتیس سو احمدی مرد یہاں ہیں۔ اور اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ پندرہ سال سے بڑی عمر کے تقریباً پچیس سو مرد ہوں گے۔ پھر مدراس والے طالب علموں کو بھی شامل کر سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ ننگل۔ بھینی۔ کھارا لسرا وغیرہ دیہات ہیں۔ جو اوپر کی فہرست میں شامل نہیں۔ ان کو بھی اگر شامل کر لیا جائے تو چار پانچ ہزار بالغ احمدی مرد قادیان اور اس کے نواحی میں ہوں گے۔ اور اگر یہ سب اپنا فرض ادا کریں۔ تو **ایک سال میں تنتیس چالیس ہزار نئے احمدی** اسی علاقہ میں بن سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر احمدی دو نئے احمدی بنائے۔ تو صرف قادیان کے گرد نو دس ہزار نیا احمدی ہو جاتا ہے۔ ان کے بیوی بچوں کو شامل کیا جائے۔ تو تعداد تیس چالیس ہزار تک جا پہنچتی ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے۔ کہ توجہ سے کام کیا جائے اور محبت و پیار اور سنجیدگی سے تبلیغ کی جائے تا محنت رائیگاں نہ جائے۔ تمسخر اور استہزار سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ آج کل تمسخر اور استہزار کی عادت بہت ہو گئی ہے۔ اور لوگ ہنسی مذاق میں بات کے اثر کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ہنسی مذاق بھی ایک حد تک اچھا ہوتا ہے۔ مگر یہ تو کھانے میں نمک کے طور پر ہو سکتا ہے کھانے میں نمک تو اچھا ہوتا ہے۔ مگر نمک کی روٹی پکا کر نہیں کھائی جا سکتی۔ زیادہ ہنسی مذاق روحانی کمزوری اور **تبلیغ میں روک کا موجب** ہوتا ہے۔ اسلئے تبلیغ سنجیدگی سے کرنی چاہیئے۔ مجھے بعض غیر لوگوں نے یہ اطلاع دی ہے۔ کہ بعض احمدی تبلیغ کو جاتے ہیں۔ تو راستہ میں شکار کرتے ہیں۔ اسمیں شبہ نہیں۔ کہ رستہ میں اگر شکار کر لیں۔ تو یہ ناجائز نہیں۔ مگر دیکھنے والوں پر اس کا یہ اثر ضرور ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ در اصل شکار کو آئے ہیں۔ اور تبلیغ ایک بہانہ ہے۔ اگر وہ **سنجیدگی سے تبلیغ** کریں۔ اور کوئی اور کام خواہ وہ کتنا ہی بے ضرر ہو۔ نہ کریں۔ تو بہت زیادہ اثر ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ نہر پر چلے جاتے ہیں۔ کہ وہاں سے جو لوگ گزریں گے۔ ان کو تبلیغ کریں گے۔ وہاں وہ خود نہاتے اور کھاتے پیتے بھی ہیں۔ اور گو ساتھ تبلیغ بھی کریں۔ مگر دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے۔ کہ انہوں نے ٹرپ کیا ہے۔ اور سنجیدگی چاہتی تھی۔ کہ وہ کوئی اور کام جس کا تعلق ان کی خواہشات و لذت سے ہوتا نہ کرتے۔ تو دیکھنے والوں پر ضرور زیادہ اثر ہوتا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ قادیان کے دوست خصوصاً اور باہر کے عموماً **محنت۔ جانفشانی اور دعاؤں کے ساتھ** اس کام میں لگ جائیں گے اور معین صورت میں کوشش کریں گے۔ اور پھر معینہ میعاد کے اندر فہرستیں مکمل کر کے بھجوا دیں گے۔ (الفضل)

بردہ فروشوں کی گرفتاریاں

سی۔ آئی۔ ڈی لاہور نے حال ہی میں بردہ فروشوں کے جس گروہ کو گرفتار کیا ہے۔ وہ یو۔ پی اور سی۔ پی سے عورتیں لا کر لاہور میں اور پنجاب کے مختلف شہروں میں فروخت کرتے تھے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ بردہ فروشوں کی ان جماعتوں نے ایک عرصہ سے طول و عرض ملک میں ایک دہشت پھیلا رکھی تھی۔ لیکن جس کامیابی اور تواتر کے ساتھ پولیس ان جماعتوں کے مختلف گروہوں کو گرفتار کر رہی ہے۔ اسکی بنا پر یقین ہوتا ہے۔ کہ پولیس اس گروہ کے تمام افراد کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اور ہمیں امید کرنی چاہیئے۔ کہ پولیس کی اس مستعدی کار سے مستقبل قریب میں ہی ہمارا ملک اس خبیث گروہ سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائیگا۔

ایسٹ انڈین ریلوے کا حادثہ

۱۲؍ جنوری گذشتہ کو ایسٹ انڈین ریلوے پر ڈیرہ دون ایکسپریس کو جو حادثہ پیش آیا۔ اسکی وجوہات کے تعین کے لئے جو تحقیقات کی گئی تھی۔ اس کے نتائج سے یہ افسوسناک حقیقت آشکارا ہوئی ہے۔ کہ ریل کی پٹڑیاں جان بوجھ کر اکھاڑ ڈالی گئیں۔ جس کی وجہ سے انجن ریل سے اتر گیا۔ اور گاڑی الٹ گئی۔ ایسٹ انڈیا ریلوے نے ان مجرموں کا سراغ لگانے کے لئے پچیس ہزار روپے کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ اور ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ جلد یا بدیر ان کا سراغ چل جائیگا۔

یورپ میں جنگ کے خطرات

امریکن سفیر متعینہ لنڈن مسٹر جوزف کینیڈی نے مستقبل قریب میں یورپ کے اندر ایک وسیع جنگ چھڑ جانے کا تیقن خیال ظاہر کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ یورپ کی ہر سلطنت غیر معمولی تعجیل کے ساتھ اندر ہی اندر سامان ہائے جنگ کی تیاری میں مصروف ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں۔ کہ مستقبل قریب ہی میں دنیا کا ایک ہولناک جنگ سے سابقہ پڑے۔ انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ کوئی تعجب نہیں۔ کہ جرمن یوکرین پر اور اٹلی ٹیونس پر چڑھائی کر دے۔ اور جنگ شروع ہو جائے۔ اسلئے مسٹر کینیڈی کے نزدیک ”ہر ایک سلطنت کا یہ اولین فرض ہے۔ کہ وہ آنے والی جدوجہد کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے“۔

راجہ جنگ کے سکھوں کا رویّہ

۱۵؍ جنوری کو قصور سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۱۳؍ جنوری کو عشاء کے وقت سکھوں کی ایک جماعت نے ان مسلمانوں پر جو عشاء کی نماز ادا کر رہے تھے۔ حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے سکھوں کی آمد سے آگاہ ہو کر مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ لیکن سکھوں نے مسجد کا دروازہ کلہاڑیوں سے توڑ ڈالا۔ اور اندر داخل ہو کر چار مسلمان نمازیوں کو سخت مجروح کیا۔ جن میں سے ایک شخص مسمی شہاب دین کی حالت نازک ہے۔

یہ حالات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ راجہ جنگ کے مسلمان کس طرح اپنے بے درد اور ناانصاف ہمسایوں کے رحم پر ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر ہر شریف انسان کو جسے اپنا مذہب پیارا ہے۔ خواہ وہ ہندو ہو۔ خواہ مسلمان خواہ سکھ صدائے احتجاج بلند کرنی چاہیئے۔ کیونکہ کوئی قوم اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی میں بے جا مداخلت کو جائز نہیں سمجھتی۔ اس لئے کسی قوم کی نظر میں راجہ جنگ کے سکھوں کا یہ فعل جائز نہیں ٹھہر سکتا۔ پس ان کی اس روش کے خلاف پنجاب کے تمام انصاف پسند طبقوں کی طرف سے صدائے احتجاج بلند ہونی چاہیئے۔

روس کی خونی داستان

سنہ ۱۹۳۷ء کی اشتراکی حکومت نے جن لوگوں کو بندوق کی باڑ کے نیچے رکھا ہے۔ ان کی طبقہ وار تعداد حسب ذیل ہے:۔

اسقف اور پیشوا ۳۱۔ اہل خدمات کلیسا ۱۵۶۰۔ جج وکلاء اور مجسٹریٹ ۳۴۵۸۵۔ اساتذہ اور طلباء ۱۶۳۶۹۔ غیر مصافی عہدہ داران ۷۹۰۰۰۔ طبقہ اعلا کے لوگ ۶۵۸۹۔ فوجی عہدہ دار ۵۶۳۴۰۰۔ مزدور اور محنت کش لوگ ۱۹۶۰۰۰۔ سپاہی اور ملاح ۲۶۸۰۰۰ کسان ۸۹۰۰۰۔

یہ سنہ ۱۹۳۷ء تک کے اعداد و شمار ہیں۔ لیکن قتل و خونریزی تا حال جاری ہے۔ اس لئے یقینی طور پر اس تعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہو گا۔ آج کل سٹالین ٹراٹسکی کے حامیوں کو خاص طور پر قتل کروا رہا ہے۔ اور ہر روز اخبارات میں اسکی تفصیلات شائع ہوتی رہتی ہیں۔

سٹالین اور ٹراٹسکی کے اختلافات دو ہیں۔

(۱) ٹراٹسکی کو لینن نے اپنا جانشین تجویز کیا تھا۔ لیکن سٹالین نے کسی نہ کسی طرح سے کاغذات چھین لئے۔ اور برسر اقتدار آتے ہی ٹراٹسکی کو جلاوطن کر دیا۔ اور اب وہ اس کے حامیوں کو تہ تیغ کر رہا ہے۔

(۲) ٹراٹسکی فوری انقلاب کا حامی تھا۔ لیکن سٹالین اپنے ملک اشتمالیت کا تجربہ کرنا چاہتا تھا۔ ٹراٹسکی کے خیالات کو روسیوں کے دماغ سے نکالنے کے لئے یہ خونریزی جاری ہے۔ (ماخوذ)

راجکوٹ کا انگریز وزیر

اس ہفتہ سر پیٹرک کیڈل راجکوٹ کی وزارت سے جبریہ طور پر علیحدہ کئے جا کر لنڈن روانہ ہو گئے۔ اور شاید تمام ہندوستان کی ریاستوں میں یہ پہلی مثال ہے۔ کہ کسی انگریز وزیر کو والئے ریاست نے حکماً علیحدہ کیا۔ اس انگریز نے علیحدہ ہونے سے انکار کر دیا۔ اور گورنمنٹ ہند نے بھی

اس انگریز کی حمایت و امداد نہ کی ہو۔

وہاں کی رعیت نے آپ کے خلاف آواز پیدا کی۔ اور جب پرجا کمیٹی کی ٹھاکر صاحب سے صلح ہوئی۔ تو آپ کو موقوف کر دیا گیا۔ مگر آپ نے علیحدہ ہونے سے انکار کیا۔ اس کے بعد آپ نے وائسرائے اور پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کو اپنی حمایت پر کھڑا کرنا چاہا۔ مگر وائسرائے نے انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ اب ۱۲ر جنوری کو بادلِ ناخواستہ مجبوراً لنڈن کو روانہ ہو گئے۔

مسٹر ساورکر کا غلط مشورہ

مسٹر ساورکر صدر ہندو مہاسبھا نے اپنی تقریر میں ہندوؤں کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کا مقاطعہ کریں۔ اور صرف ہندوؤں سے اشیاء خریدیں۔

مسٹر ساورکر کا یہ مشورہ غلط بھی ہے۔ اور احمقانہ بھی۔ یہ مشورہ دانا دشمن کا نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کے ایک نادان دوست کا ہے۔

اگر ہندوؤں کو اس قسم کا مشورہ دیا جا سکتا ہے۔ تو مسلمانوں کو کون روک سکتا ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کا مقاطعہ کریں۔ اور صرف مسلمانوں سے زندگی کی ضروریات خریدیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسٹر ساورکر بھول میں ہیں۔ ہندوستان میں خریدار زیادہ ہندو نہیں ہیں۔ بلکہ شوقین مسلمان ہیں۔ ۹ کروڑ مسلمان اگر ہندوؤں کا بائیکاٹ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور انہوں نے درماندہ اچھوتوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ تو معلوم ہے کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ کیسی فضا پیدا ہوگی۔ اور کیسے کیسے پھول کھلیں گے۔ ساورکر کو ویر یعنی بہادر کہا جاتا ہے۔ ہم کہیں گے کہ جو شخص صاحب ظرف نہیں۔ اور بلند نظر نہیں ہے۔ وہ بہادر بھی نہیں ہے۔

ہندوستان میں سینما گھروں کی ترقی

اکثر لوگ بے کاری بے روزگاری اور مفلسی سے چیخیں مار رہے ہیں۔ مگر سینما گھروں کی رونق میں فرق نہیں آتا۔ آئے دن نئے سینما گھر ہر شہر میں بنتے چلے جاتے ہیں۔ لاہور میں اس وقت ۲۰ سینما گھر چل رہے ہیں۔ جہاں شام کو ہزاروں نوجوان لڑکے لڑکیاں تماشہ کے شوق میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس مصیبت سے ٹکٹ حاصل کرتے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔

آج سے چار سال قبل ہندوستان میں ۳۵ سینما گھر تھے۔ اس قلیل عرصہ میں اس شوق نے اس قدر ترقی کی ہے۔ کہ آج کل ہندوستان میں ۱۲۳۶ سینما گھر چل رہے ہیں۔ یہ امر خصوصیت سے قابل غور ہے۔ کہ کل ہندوستان میں دس ہزار یا اس سے زیادہ کی آبادی کے شہر سات سو سے بھی کم ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سینما گھروں کی تعداد تعجب انگیز ہے۔

ہمارے اہل وطن نے سینما اور ریڈیو کے معاملہ میں جس قدر فیاضی سے ترقی کی ہے۔ وہ اور کسی نوع میں ترقی نہیں ہوئی۔ جس قدر رقم سینما گھروں پر ہر روز خرچ کی جاتی ہے۔ اگر یہی رقم تعلیم دینی پر خرچ کی جائے۔ تو بڑی جلدی ملک کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی اسلامی خدمات کی حقیقت

اخبار "تنظیم اہلحدیث" روپڑ میں امرتسری فاضل کی اسلامی خدمات اور مناظرات کی حقیقت اس طرح بتائی گئی ہے۔ نامہ نگار تنظیم لکھتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مناظرات کے متعلق پہلی رائے اس واجب الاحترام ہستی کی ہے۔ جو ہر اہلحدیث کے نزدیک قابل توقیر ہے۔ حتیٰ کہ خود مولوی ثناء اللہ کے نزدیک ان کا درجہ "روحانی باپ" کا ہے۔ اس بزرگ سے ہماری مراد غیور فی اللہ شمس العلماء حضرت مولٰنا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم و مغفور ہیں۔ آپ اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ نمبر ۷ کے صفحہ ۴ و ۱ پر مضمون "باپ بیٹے کا مباحثہ" (یعنی مولٰنا موصوف اور مولوی ثناء اللہ) یوں فرماتے ہیں:-

"ہمارا روحانی فرزند نام کا مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری عرصہ بارہ سال سے جب سے کہ وہ مذہب اہلحدیث چھوڑ کر مکسنڈ (مرکب) مذہب معتزلی۔ نیچری۔ مرزائی۔ چکڑالوی اختیار کر چکا ہے۔ اپنے روحانی باپ (خاکسار) سے مباحثہ کا مدعی بنا رہتا ہے۔ ..... عموماً مباحثات کے وقت ایک بڑا بھاری حربہ اور سنگین آلہ اس کے ہاتھ میں کذب بیانی اور دھوکہ دہی ہوتا ہے۔ اعداء کو تیز کرنے کے لئے مذاق تمسخر شعر بازی بھی وہ کام میں لاتا ہے۔ حق گوئی اور انصاف پژدی اور تحقیق علمی تو اس کا مقصد اور مطمح نظر ہی نہیں ہوتا۔ جس شخص یا فرقہ اسلامی یا غیر اسلامی عیسائیوں۔ آریوں وغیرہ سے وہ مباحثہ کرتا ہے۔ اس مباحثہ میں وہ ان ہی ہتھیاروں سے کام لیتا ہے۔ بے علم اور جاہل مخاطب اس کے اپنی کم مائگی کی وجہ سے دب جاتے ہیں۔ اور اسکو مفت میں شہرت فتحیابی کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور ہر طرف سے آؤ بھگت کرانے اور فلوس بٹورنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ بیچارے بے علم نادان مسلمان جو مخالفین اسلام سے ستائے جاتے ہیں۔ یہ سمجھکر کہ یہ شخص ہمارے مخالفوں اور ہمارے دین و مذہب پر ظالمانہ حملہ آوروں کو جس طرح ہو سکے۔ دبا لیتا ہے۔" الخ

(تنظیم اہلحدیث)

کمال ڈیرہ سندھ کے مباہلہ کا نتیجہ

جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا کہ ۱۹ ۱۲/۳۷ کو کمال ڈیرہ سندھ میں جماعت عالیہ احمدیہ اور غیر احمدیوں کے درمیان حق و باطل کے پہچاننے کی خاطر مباہلہ ہوا تھا۔ جس کا اعلان ہماری جماعت کی طرف سے الفضل اور فاروق میں اور غیر احمدیوں کی طرف سے (اخبار سندھ مسلم) نواب شاہ میں شائع ہوا تھا۔ ہماری جماعت کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور غیر احمدیوں کو پیر خواجہ محمد حسن جان سرہندی نے اجازت دی تھی۔ اور لکھا تھا۔ کہ احمدی جھوٹے ہیں۔ جلد تباہ ہو جائیں گے۔ مباہلہ کے وقت یہ عہد ہوا تھا۔ کہ میعاد ختم ہونے کے بعد ۱۹ ۱۲/۳۸ کو دونوں جماعتوں کے افراد اسی مسجد میں جمع ہوں۔ تا پتہ لگے۔ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کس جماعت پر ہے۔ اور لعنت کس پر۔ اور اگر کسی جماعت کا ایک آدمی بھی فوت ہوا۔ تو وہ جھوٹی قرار پائے گی۔ اگر دونوں جماعتوں کو کچھ بھی نہ ہوا۔ تو پھر بھی احمدی جماعت جھوٹی ثابت ہوگی۔

۱۶ر دسمبر سنہ ۳۸ء کو اس وعدہ کے ہوتے ہوئے ہم نے فریق مخالف کو اطلاع دے دی۔ کہ ۱۹ر دسمبر کو ہم احمدی خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مسجد میں جمع ہوں گے۔ آپ بھی آ جائیں۔ چنانچہ ہم وقت مقررہ پر مسجد میں جمع ہو گئے۔ اور ان کا ایک آدمی ہم کو دیکھ کر چلا گیا۔ ہم ان کا انتظار کرتے رہے۔ گاؤں کے رئیس صاحب نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ کہ احمدی جمع ہیں۔ تم بھی آ جاؤ۔ مگر انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہمارے آدمی نہیں ہیں۔ اس لئے نہیں آئیں گے۔

تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے اندازاً ایک گھنٹہ وہاں جمع ہونے کی وجہ۔ مباہلہ کا مقصد اور ان لوگوں کے حالات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت بیان کی۔ اس کے بعد ایک غیر احمدی نے کہا۔ احمدیوں نے رئیس اللہ وسایا خاں کو بیماری کی حالت میں لکھا تھا۔ کہ اگر آپ بیعت کر لینگے۔ تو بچ جائیں گے، پھر اس نے بیعت کی۔ مگر فوت ہو گیا۔

اس کا جواب ماسٹر محمد پریل صاحب نے یہ دیا۔ کہ رئیس اللہ وسایا خاں مرحوم کو ہم نے ایسا ہرگز نہیں لکھا تھا۔ انہوں نے تو آپ ہی بیعت کی تھی۔ جب وہ بیعت کا فارم لکھنے لگے۔ تو خاکسار نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔ اس پر مرحوم نے فرمایا۔ ماسٹر صاحب کیا میں نے بیعت اسلئے کی ہے۔ کہ بیماری سے نجات حاصل کروں۔ میں نے بیعت تو اسلئے کی ہے۔ کہ مومن ہو کر مروں۔ اور خدا تعالےٰ راضی ہو۔ اور اس کے دو گواہ ہیں۔ جو اس وقت موجود ہیں۔ چنانچہ خاکسار اور رئیس صاحب کے بھائی نے گواہی دی۔ کہ یہ ٹھیک بات ہے۔ رئیس صاحب مرحوم کی بیعت تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ جب مباہلہ ہوا تھا۔ تو اس وقت رئیس صاحب غیر احمدی تھے۔ اور دونوں طرف کے صدر تھے۔

اس کے علاوہ اور تین آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ فریق مخالف کے دس آدمی جنہوں نے مباہلہ کیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک پر کوئی نہ کوئی مصیبت نازل ہوئی۔ ایک شخص جو مخالفت میں بہت زیادہ حصہ لیتا تھا۔ مر گیا۔ باقیوں کو جانی مالی اور عزت و آبرو کے لحاظ سے غیر معمولی حادثات پیش آئے۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ نے احمدیت کو غلبہ عطا کیا۔

خاکسار محمد سہیل سکرٹری تبلیغ کمال ڈیرہ ضلع نواب شاہ سندھ۔

ثنائی مشن!

کسرِ صلیب کرنے والا مسیح محمدیؐ

اور

جماعت احمدیہ کا ناکام حریف مولوی ثناء اللہ امرتسری

اے مسلمانو اٹھو غفلت کو اپنی چھوڑ دو ❊ کیا تمہیں اسلام پر بھی رحم کچھ آتا نہیں
دعوئے عشقِ الٰہی بے رخی اسلام سے ❊ ایسی الفت پر تمہارا دل بھی شرماتا نہیں
چاہتے ہو تم اگر اسلام پھر پھولے پھلے
”چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں“

صلیبی فتنہ کا زور اور حضرت مسیح موعودؑ کی آمد

صلیبی فتنہ زوروں پر تھا۔ عیسائیت کے مناد دن بدن ترقی کر رہے تھے۔ ضرورت تھی۔ کہ کوئی مردِ خدا اٹھے۔ اور عیسائیت کے طلسم کو پاش پاش کر دے۔ کہ ناگاہ خدائے اسلام کی تائید و نصرت سے قادیان کی مقدس بستی سے غلامانِ محمدؐ میں سے ایک اٹھا۔ اور اس نے اٹھتے ہی کہا۔ کہ اے حق و صداقت کے دشمن پادریو! اور دیگر خدائے باپ کے ساتھ مسیحِ ناصری کو شریک ٹھہرانے والے نادان لوگو! اب تمہاری دال گلنے کی نہیں۔ تم صدیوں مسیح کی پرستش کر چکے۔ اور اسے خدا کا حقیقی بیٹا اور خدا قرار دے چکے۔ اب میرے ہاتھوں عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹے گا۔ اور جھوٹے معبودوں کی خدائی کا خاتمہ ہوگا۔ تثلیث کے مرکز لنڈن میں خدائے واحد کی منادی کی جائے گی۔ یاد رکھو۔ اگر تم میں سے کوئی میرے مقابل اٹھا۔ تو شکست کھائیگا۔ کیونکہ ”میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے۔ جو اخیر تک مجھ سے وفا کرے گا“۔

غیر احمدی علماء کے غلط عقائد سے عیسائیت کو تقویت اور اسلام کو ضعف

طبعی امر تھا۔ کہ مسیح کی پرستش کرنے والے عیسائیت کے مناد پادری صاحبان اس پر چیں بجبیں ہوتے۔ لیکن مولویوں کو تو چاہیئے تھا۔ کہ وہ حضور کا ساتھ دیتے۔ مگر جائے تعجب ہے۔ کہ اپنے تئیں فدایانِ اسلام قرار دینے والے بھی حضور کی آواز سنتے ہی تکذیب پر کمربستہ ہوگئے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اسلیئے کہ تا رسول مقبولؐ کی وہ پیشگوئی صادق ٹھہرے جو حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے زمانہ مسیح موعودؑ کے علماء کے متعلق کی تھی۔ یعنی بظاہر تو مولوی کہلانے والے اسلام کا دم بھریں گے۔ مگر ان کے عقائد ایسے ہوں گے۔ کہ جن سے عیسائیت کو تقویت پہنچے گی۔ چنانچہ اس وقت میرے سامنے جماعت احمدیہ کے ناکام حریف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا پرچہ ”اہلحدیث“ ۱۳ر جنوری ۱۹۳۹ء پڑا ہے۔ جس کے ص۳ تا ۵ پر مولوی صاحب موصوف نے بعنوان ”اسلام اور عیسویت میں حدِ فاصل“ ایک مضمون سپردِ قلم کرتے ہوئے عیسائی اخبار ”اخوت“ لاہور کا اقتباس دیا ہے۔ عیسائی نامہ نگار اپنے مضمون میں رقمطراز ہے۔ کہ

”ایک اور بات .... ہے۔ وہ مسیح کو ابن اللہ کے ممتاز درجہ پر لے جاتی ہے۔ انبیاء اولیاء آئے۔ اور مر گئے۔ ان کی قبریں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ لیکن حضور مسیح کی ایک پاک اور واحد ہستی ہے۔ جس نے موت پر پوری فتح پا کر خدا کے محبوب بیٹے کا رتبہ حاصل کیا۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے مسیح کا درجہ اپنے مقربین ملائک اور انبیاء سے بلند اور ارفع کر دیا“۔ پھر لکھا ہے:-

”اہل اسلام حضور مسیح کے رفع سماوی کے تو قائل ہیں۔ لیکن وفات کے نہیں۔ جس کا ذکر رفع سے پہلے قرآن میں آیا۔ اور ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ قرآن نے وفات مسیح اور تصلیبِ مسیح کو رد نہیں کیا۔ کیونکہ یہ واقعات تاریخ سے ثابت ہیں۔ اب جو شخص مر کر جی اٹھے۔ اور پھر آسمان پر صعود فرماوے۔ تو کیا مناسب نہیں۔ کہ ہم اسکو اللہ کا محبوب اور پیارا بیٹا کہیں؟ مسلمان خواہ کچھ بھی کہیں یا کریں۔ جو رتبہ مسیح کو ملا ہے۔ وہ اسے چھین کر کسی اور کو نہیں دے سکتے۔ ان کے عقائد کے مطابق مسیح نے مہد میں کلام کیا۔ مٹی سے طیور پیدا کئے۔ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کیا۔ آسمان سے مائدہ نازل کروایا۔ اور مردوں کو زندہ کیا وغیرہ“ (اہلحدیث ۱۳ر جنوری ص۴ کالم ۳)

معزز ناظرین۔ چونکہ عیسائی لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ ان غیر احمدی علماء کے ایسے عقائد کی بنیاد قرآن شریف پر ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں اس لئے نامہ نگار مذکور اپنے اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتا ہے۔

”اس کے باعث کتنا ہی واجب ہے۔ کہ اہل اسلام کرسمس کے موقع پر عیسائیوں کے ساتھ مل کر یوم ولادت مسیح کی۔ مجاہد) خوشی منائیں“۔ (ص۵ کالم اول)

آہ! خدا کے صادق مامور کی مخالفت اور ان علماءِ سوء کے ایسے شرکیہ عقائد نے مسلمانوں کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ وہ لوگ جو دن میں سینکڑوں بار خدا کے مقدس رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے والے تھے۔ آج اس معصوموں کے سردار اعظم پر نہایت کمینے اور حیا سوز حملے کرتے نظر آتے ہیں۔ پادری عماد الدین۔ فتح مسیح۔ احمد مسیح۔ عبد الحق۔ سلطان محمدؐ پال ایم۔ اے اور عبد اللہ آتھم وغیرہ کون لوگ تھے۔ مسلمانوں ہی کی ذریت۔

کاش مسلمان کہلانے والے اور ان کے لیڈر اب بھی ایسے عقائد باطلہ سے جن سے صلیبی فتنہ کو تقویت اور اسلام کو سخت ضعف پہنچ رہا ہے۔ ترک کر کے حضرت احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اختیار کر لیں۔ جنہوں نے تثلیث کے دیو کو پاش پاش کر دیا۔ اور آج عیسائیت اپنے آخری دموں پر ہے۔ کیونکہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

مولانا! کیا میں آپ ہی کے الفاظ میں جو آپ نے مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی دیوبند کے مدرسہ کے ذمہ وار ناظم تعلیم کے سامنے سوال پیش کیا تھا۔ پیش کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں۔ کہ ”آپ نے جتنی توجہ قادیان کی طرف رکھی ہے۔ اتنی کفر و شرک (صلیبی فتنہ۔ مجاہد) کے مٹانے پر کیوں نہیں رکھی“۔ (تنقید تقلید ص۲۱) غالباً انصاف مدنظر ہو۔ تو بجز اس معقول جواب کے آپ کے پاس اور کوئی جواب نہ ہوگا۔ کہ چونکہ ہمارے اور عیسائیوں کے سوائے چند عقائد کے سب ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔ کہ عیسائیت کا مقابلہ کریں۔ کہیں پادری صاحبان ہم پر ہی سوار ہو جائیں۔ بھائی واہ۔ خوب۔ تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ ؎

ان دلوں کو خود بدل دے اے میرے قادر خدا
تُو تو رب العالمیں ہے اور سب کا شہریار

دشمن کے چھپائے صداقت چھپ نہیں سکتی۔ ناظرین! جماعت احمدیہ کا ناکام حریف مولوی ثناء اللہ امرتسری کہتا ہے۔ تو لاکھ بار کہے کہ ”بڑے مرزا صاحب تو کہتے گئے۔ کہ میں اسلیئے آیا ہوں۔ کہ دنیا کے سب مذاہب کو مٹا کر اسلام قائم کروں۔ عیسیٰ پرستی کا ستون توڑ دوں۔ دنیا بھول جائے۔ کہ کوئی عیسیٰ کوئی کرشن۔ کوئی دوسرا معبود بھی تھا یا ہے۔ ان کے اس دعوے کی آزمائش تو دنیا نے کر لی۔ ساری دنیا میں شرک و کفر دن بدن زیادہ پھیلتا جا رہا ہے (مولویوں کے ایسے غلط عقائد ہی کی مہربانی سے۔ مجاہد) غیروں کو چھوڑ کر اسلامی آبادی کو دیکھا جائے۔ ان میں بھی عقائد شرکیہ کفریہ بکثرت ترقی کر رہے ہیں“۔ (ص۶ کالم اول)

مگر یہ سب باتیں اپنے اپنے وقت پر پوری ہونگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کسی کتاب میں یہ تحریر نہیں فرمایا۔ کہ مندرجہ بالا تمام باتیں میری زندگی میں ہی وقوع میں آئیں گی۔ ہاں برعکس اس کے حضور فرماتے ہیں۔

”کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے۔ کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اس طرح خدا تعالےٰ اپنے قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو دنیا میں وہ پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل انہی کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں۔ تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں"۔ (الوصیت صفحہ ۵) پھر فرماتے ہیں:-

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

پس منصف حضرات! مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کے "اس دعویٰ کی آزمائش تو دنیا نے کر لی"۔ قبل از وقت ہے۔ کیا مولوی صاحب تبلا سکتے ہیں۔ کہ کسی نبی کی عین حیات میں وہ سب مقاصد جن کو کہ وہ لے کر آیا ہو۔ پورے ہو گئے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر مولوی صاحب کا ان تمام باتوں کو حضرت کی عین زندگی میں یا "تیس ۳۰ سال" کے قلیل عرصہ میں پورے ہوتے دیکھنا ایک عبث امر ہے۔ مگر پھر بھی ؎

آنکھ والا تری قدرت کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

میں کہتا ہوں۔ صداقت دشمن کے چھپائے چھپ نہیں سکتی[1]۔ اگرچہ وہ اسے لاکھ بار چھپائے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ جس کا انکار بجز تعصب کے نہیں کیا جا سکتا۔ کہ عیسائی دنیا اپنے من گھڑت عقائد کو خیر باد کہہ کر اسلامی عقائد کی طرف راغب ہو رہی ہے[2]۔ جس طرح حیات مسیح کے باطل عقیدہ کو ترک کر کے نوّے فی صدی تعلیم یافتہ مسلمان اور ان کے لیڈر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کے ماتحت وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں۔

اگر مولانا اپنے اسی مضمون کو بنظر انصاف پڑھیں جس میں عیسائی اخبار کا اقتباس دیتے ہوئے مولوی صاحب موصوف نے حاشیہ آرائی کی ہے تو حقیقت آشکار ہو جائے۔ ہائے ؎

پتھر پڑیں رے صنم تیرے ایسے پیار پر

عیسائی نامہ نگار حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "خدا کوئی ہماری تمہاری طرح جسم رکھتا ہے۔ یا جورو رکھتا ہے۔ اور اس کا کوئی جسمانی یا صلبی بیٹا ہے۔ بلکہ مسیح کو ایک نہایت لطیف پیرایہ میں استعارہ کے طور پر روحانی معنوں میں ابن اللہ کہا گیا ہے"۔ اہلحدیث ۱۳ جنوری صفحہ ۴ کالم ۲

اور عیسائی نامہ نگار نے بطور شہادت اس پر اناجیل اربعہ کی چند آیات بھی درج کی ہیں۔ جن سے مسیح کی ابنیت کا مسئلہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ پس اس سے اظہر من الشمس ہو گیا۔ کہ عیسائی دنیا اپنے باطل عقائد کو آہستہ آہستہ ترک کر رہی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت عیسائی دنیا کا عقیدہ اس کے برعکس تھا۔ جیسا کہ مولوی صاحب نے بھی عیسائیوں کے مشہور پادری فنڈر کی کتاب "میزان الحق" صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ ۱۸۹۲ء کی یہ تحریر ۱۳ جنوری ہی کے "اہلحدیث" میں درج کی ہے۔ "انجیل کے ان مقاموں سے صاف ظاہر اور یقینی ہے۔ کہ یسوع مسیح صرف تعظیم کی راہ سے خدا کا بیٹا نہیں کہلاتا۔ بلکہ فی الحقیقت الوہیت کے مرتبہ میں ہے۔ اور صاف الوہیت اس میں پائی جاتی اور وہ خدا کے ساتھ ایک ہے۔ اور خود خدا ہے"۔ صفحہ ۵ کالم ۲۔

اسلام کی ترقی سے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا انکار

پھر افسوس آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اسلام نے جو ترقی کی ہے۔ اس سے بھی مولوی صاحب اب انکاری ہیں۔ یا بھلا چکے ہیں[1]۔ حالانکہ خود ۱۹۰۸ء میں اپنے پرچہ "اہلحدیث" میں دشمن اسلام اخبار "آریہ گزٹ" کا ایک مضمون بعنوان "کون جیتے گا" نقل کر چکے ہوئے ہیں۔ دشمن اسلام اپنے مضمون میں لکھتا ہے۔

"معلوم ہوتا ہے۔ اسلام نے مذہب عیسوی کے مقابلہ کی اب اچھی طرح ٹھان لی ہے۔ انیسویں صدی میں عیسائی مذہب زوروں پر تھا۔ اور اسلام سویا پڑا تھا۔ آج بیسویں صدی کے شروع میں اگرچہ عیسائیوں نے اپنی پہلی ہمت اور کوشش کو کم نہیں کیا۔ لیکن دین محمدیؐ کے پیرو اپنی خواب غفلت سے بیدار نظر آتے ہیں۔ ..... اسلامی کام کو شروع ہوئے ابھی کچھ عرصہ نہیں ہوا۔ تاہم اس کے پھیلاؤ کو دیکھ کر عیسائی دنیا ابھی سے دہشت زدہ نظر آتی ہے۔ اور ہو بھی کیوں نہ کیونکہ پچھلے چند سالوں سے مذہب اسلام برابر قدم آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ دنیا کے وہ علاقے جہاں مذہب برائے نام موجود تھا۔ آج محمدیؐ جھنڈے کے نیچے نظر آتے ہیں۔ اس کے پیراؤں کی تعداد بنگال۔ برہما۔ جنوبی ہند۔ مغربی افریقہ۔ یوگنڈا اور دیگر ممالک اور جزائر میں لگاتار بڑھ رہی ہے۔ جنوبی ہند کے ساحل پر مولوی صاحبان نہایت گرمجوشی سے دین کی تعلیم دے رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۷۱ء اور ۱۸۹۱ء کے درمیان مسلمانوں کی آبادی ۶۱۲۷۸۹ سے ۹۱۲۹۲۰ تک پہنچ گئی ہے اور آج اس سے بھی زیادہ ہو گئی ہوگی .... مغربی افریقہ کے مشنری عیسائی دنیا کو اسلامی خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے نہایت پرزور اپیلیں اس امر کے لئے کر رہے ہیں۔ کہ دین محمدیؐ کا جھنڈا افریقہ کے ان علاقوں میں جانے نہ پائے جہاں ابھی تک پہنچنا اسے نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ انہیں یقین ہے۔ کہ اگر ایک دفعہ بھی اسلامی پیغمبر کا نام اسجگہ تک پہنچ گیا۔ تو پھر افریقہ کی مزید اصلی آبادی کو عیسائی بنانا تو درکنار وہاں کے پہلے عیسائی شدہ لوگوں سے بھی دست بردار ہونا پڑے گا۔ اور افریقہ کا ہی کیا ذکر ہندوستان میں جو کام مسلمان لوگ کر رہے ہیں۔ وہ بھی عیسائیوں کے سامنے ہے۔ بنگال میں مسلمانوں کی آبادی ایک کروڑ تک پہنچ گئی ہے"۔

(اہلحدیث ۲۴ اپریل و یکم مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۵)

مولوی صاحب موصوف کو دعوت حق

مولانا! آپ کو بار بار اور کئی طریقوں سے ان اعتراضوں کے جواب دیئے گئے۔ مگر نہ سمجھے۔ خدارا اب تو سمجھ جایئے۔ فضول اور لغو باتوں میں وقت ضائع کرنا عقلمندی نہیں۔ آیئے۔ میں آپ کو حق کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ خدا کا مامور آ چکا۔ اسے قبول کر کے رضاء الٰہی کو حاصل کیجیے۔ تا آئندہ آنے والے لوگ آپ کو اچھے لفظوں میں یاد کریں۔ اور وہ مامور وہی ہے۔ جس نے صلیبی فتنہ کی جڑوں کو حقانیت کے دلائل سے کھوکھلا کر دیا۔ اور آج اس کے ادنیٰ خادموں کے مقابل آنے سے عیسائیت کے بڑے بڑے منادوں کی روح کانپ اٹھتی ہے۔ ؎

ہمارا فرض سمجھانا ہے یارو ٭ کوئی مانے نہ مانے سر کو کھائے۔

پیغامی بدلگامی

باقی آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ

"سب سے اول اپنی رقیب اور حریف انجمن احمدیہ لاہور میں تو تبدیلی کر لیں۔۔۔ جو بات کوئی نہیں کہتا۔ وہ کہتی ہے۔ ان کا آرگن "پیغام صلح" خلیفہ صاحب قادیان کو سرکاری سانڈ کہتا ہے اور ان کا امیر ہر قسم کی برائیاں خلیفہ پر تھوپتا ہے۔ (صفحہ ۶ کالم ۳) بھی کچھ جائے تعجب نہیں کیونکہ مثل مشہور ہی ہے۔ "دشمن بات کہے انہونی" ان "نازک پیر" اور "عبث دوستی کا دم" بھرنے والوں نے تو خدا کے نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو بھی جھٹلاتے ہوئے شرم محسوس نہ کی۔ اور بہشتی مقبرہ کے متعلق لکھدیا۔ کہ

"اس قبرستان کا نام بہشتی مقبرہ ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اسکی بنیاد حضرت مسیح موعود کے ایک رویا پر ہے۔ قادیان والوں کی انکسار طبیعت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ رومن کیتھولک لوگوں کی طرح لفظ پرستی کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ بہشتی مقبرہ بھی ان لوگوں کی لفظ پرستی کا ایک کھلا کھلا مظاہرہ ہے۔ مسیح موعود کا منشاء کچھ اور تھا۔ اور لفظ پرستوں نے کچھ اور بنا لیا"۔ (پیغام صلح ۲۸ جنوری ۱۹۲۹ء)

حالانکہ بہشتی مقبرہ خدا کے نبی کی یادگار اور خدا تعالےٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی آماجگاہ ہے۔ جیسا کہ حضرت اپنے رسالہ "الوصیت" میں خود بھی تحریر فرماتے ہیں:-

"اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے فرمایا۔ کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے"۔ "اس قبرستان کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ ان برگزیدہ لوگوں کی قبریں ہیں۔ جو بہشتی ہیں"۔ صفحہ ۱۷-۱۸

پس مولانا! ضروری تھا۔ کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ہمارے پیارے امام خدا کے برحق خلیفہ ہاں موعود خلیفہ حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالےٰ پر بھی طرح طرح کے گند اچھال کر اپنا جی خوش کر لیتے[1]۔ تا اس پیارے کی

.... (بقیہ مضمون ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰ کالم ۲ و ۳ پر)

حاشیہ [1] جیسا کہ مولوی صاحب بھی لکھتے ہیں۔ یہ ایک فطری اصول ہے۔ کہ انسان (مثلاً مولوی صاحب۔ مجاہد) بعض دفعہ صداقت کا مقابلہ کرتا ہے مگر صداقت اپنا کام اندر اندر کر جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض دفعہ وہ صداقت بے ساختہ اپنا اظہار کر دیتی ہے۔ (تنقید تقلید صفحہ ۷)

[2] منصف حضرات کو چاہیئے۔ کہ وہ مولانا عبدالرحیم صاحب درد سابق امام مسجد احمدیہ لنڈن کا وہ مضمون جو آپ نے اسی ماہ جنوری کے ریویو آف ریلیجنز میں بعنوان "یورپ میں تبلیغ اسلام" بحوالہ کتب اکابرین یورپ رقم فرمایا ہے۔ بنظر انصاف پڑھیں اور دیکھیں کہ آیا فی الواقعہ عیسائی پرستی کا ستون ٹوٹ رہا ہے۔ یا نہیں۔ بعدہٗ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی عقل پر ماتم کریں جو یونہی اعتراض کر رہے ہیں۔ مجاہد ؎

مجھ پہ اے واعظ نظر کی یار نے تجھ پر نہ کی
حیف اس ایماں پہ جس سے کفر بہتر لاکھ بار
(مسیح موعود)

حاشیہ [1] کیا مولانا میں بھی آپ ہی کے الفاظ میں جو آپ نے مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کو کہے۔ کہدوں۔ تو ناراض تو نہیں ہونگے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مولانا کو معذور قرار دیا ہے۔ تو پھر غصہ کیا۔ سنئے! لکیلا یعلم بعد علم شیئاً پڑھا لکھا آدمی بڑھاپے میں سب کچھ بھول جاتا ہے؟ (تنقید تقلید صفحہ ۱۳)

حاشیہ [1] مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ "بیشک ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔ مگر کسی ناکردہ گناہ پر تہمت لگانا افترا اور بہتان ہے"۔ (تنقید تقلید صفحہ ۱۴)

عیسائی مشن!

پیمانۂ بائبل اور شان مسیح ناصری علیہ السّلام

قارئین کرام سے التجا ہے۔ کہ یہ مضمون عیسائی صاحبان کو ضرور دکھائیں۔
(وما المسیح ابن مریم الّا رسول قد خلت من قبله الرسل)

عیسائی صاحبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "ابن اللہ" "اقنوم ثانی" یا دوسرا خدا مانتے ہیں۔ اور دنیا کو بھی منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے اس عقیدہ کی بنیاد چار باتوں پر رکھتے ہیں۔ (۱) نرالی پیدائش۔ یعنی بن باپ پیدا ہونا۔ (دوم) کلام مقدس میں "خدا کا بیٹا" کے الفاظ سے پکارے جانا۔ (سوم) معجزات دکھانا از قسم مردہ زندہ کرنا وغیرہ (چہارم) بے گناہ اور پاک ہونا۔ قرآن کریم نے نہایت اعلےٰ پیرایہ میں ان باتوں کا جواب دیا ہے۔ مگر اس وقت مجھے یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ از روئے بائبل عیسائی مسلمات کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء سے کوئی خصوصیت رکھتے ہیں۔ یا ان جیسے ہیں۔ بلکہ جہاں تک میں نے "کتاب مقدس" کا مطالعہ کیا ہے۔ اسکی بناء پر علے الاعلان کہہ سکتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح بائبل کے بیان کردہ دیگر انبیاء سے کسی طرح بھی زیادہ شان کے مالک نہیں۔ بلکہ بعض سے کم تر۔ جیسا کہ آگے چل کر اس کا ثبوت دوں گا۔

فضیلت کی پہلی وجہ حضرت مسیح کی نرالی پیدائش بیان کی جاتی ہے۔ یعنی والدہ "روح القدس" سے حاملہ ہوئی۔ جس سے حضرت مسیح پیدا ہوئے۔

(۱) اس کا پہلا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت یوحنا (یحییٰ) کی پیدائش کے متعلق اس سے کہیں بڑھ کر بائبل میں مذکور ہے۔ صرف یوحنا کے والدین کے متعلق لوقا باب ۱ آیت ۶ میں لکھا ہے۔ "اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سب احکام وقوانین پر بے عیب چلنے والے تھے۔" پھر ہر ایک کے متعلق روح القدس سے معمور ہونا لکھا ہے چنانچہ حضرت یوحنا کی والدہ کے متعلق لوقا باب ۱ آیت ۴۱ میں لکھا ہے۔ "اور جونہی الیشبع نے مریم کا سلام سنا۔ تو ایسا ہوا۔ کہ بچہ اس کے رحم میں اچھل پڑا۔ اور الیشبع روح القدس سے بھر گئی"۔ پھر حضرت ذکریاہ والد یوحنا کے متعلق آیت ۶۷ میں لکھا ہے۔ "اور اس کا باپ ذکریاہ روح القدس سے بھر گیا"۔ پھر حضرت یوحنا کے متعلق لوقا باب ۱ آیت ۱۳ تا ۱۷ میں ہے۔ "مگر فرشتہ نے اس سے کہا۔ اے زکریاہ خوف نہ کر۔ کیونکہ تیری دعا سن لی گئی۔ اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا۔ تو اس کا نام یوحنا رکھنا۔ اور تجھے خوشی اور خرمی ہوگی۔ اور بہت سے لوگ اسکی پیدائش کے سبب سے خوش ہونگے۔ کیونکہ وہ خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا۔ اور ہرگز نہ مے نہ کوئی اور شراب پئے گا۔ اور اپنی ماں کے بطن ہی سے روح القدس سے بھر جائیگا۔ اور بہت سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جو ان کا خدا ہے پھیرے گا"۔

اس کے برعکس انجیل میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح کی والدہ خدا کی مقبول بندی بھی نہیں تھی۔ چہ جائیکہ روح القدس سے بھرپور ہوتیں۔ چنانچہ متی باب ۱۲ آیت ۴۶ تا ۵۰ میں لکھا ہے۔ "جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ رہا تھا۔ اسکی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے۔ اور اس سے بات کرنا چاہتے تھے۔ کسی نے اس سے کہا۔ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں۔ اور تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے خبر دینے والے کو جواب میں کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی۔ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھ میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے۔ وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے"۔ اس حوالے سے ایک اور ایک دو کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کی والدہ از روئے اناجیل خدا کی مرضی کے خلاف چلنے والی تھیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیحؑ نے اپنی والدہ کو ان سخت الفاظ میں کہ "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے"۔ (یوحنا ۲/۴) مخاطب کیا۔ یہ تو حضرت مسیح کی والدہ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کی والدہ کا مقابلہ ہے۔ جو عیسائی مسلمات کی رو سے پیش کیا گیا ہے۔ اب حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کا مقابلہ دیکھیں۔ ایک گذشتہ حوالہ میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ ماں کے پیٹ میں ہی روح القدس سے بھر گئے تھے۔ مگر اس کے برعکس حضرت مسیح علیہ السلام نے جب حضرت یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ تب جا کر ان پر روحانیت کا دروازہ کھلا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "اور ان دنوں ایسا ہوا۔ کہ یسوع نے گلیل کے ناصرہ سے آکر یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ اور جب وہ پانی سے نکل کر اوپر آیا۔ تو فی الفور اس نے آسمان کو پھٹتے اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا۔ اور آسمان سے آواز آئی۔ کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں"۔ مرقس باب ۱/۹-۱۱۔ اس حوالہ پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح پر اللہ تعالےٰ نے خوشی کا اظہار اس وقت کیا۔ جبکہ آپ نے خدا کے ایک برگزیدہ سے برکت حاصل کی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے مرشد یوحنا کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے۔ "میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے۔ ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں"۔ (لوقا ۷/۲۸) حضرت مسیح بھی چونکہ عورت سے پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس کلیہ کے مطابق آپ بھی حضرت یوحنا سے بڑے نہیں"۔ ایک عجیب لطیفہ یہ ہے۔ کہ عیسائی حضرات مانتے ہیں۔ کہ ملک صدق سالم نامی ایک بادشاہ گزرا ہے۔ جس کا باپ تھا۔ نہ ماں تھی۔ اور جس کی زندگی کا آغاز تھا نہ انجام۔ اب عیسائی صاحبان ایک عجیب گورکھ دھندے میں پھنس گئے ہیں۔ کیونکہ ملک صدق سالم مذکورہ بالا صفات کی موجودگی میں حضرت مسیح سے بہرحال افضل ٹھیرتے ہیں۔ کیونکہ گو حضرت مسیح بن باپ ہیں۔ مگر آپ کی والدہ تو ہے۔ اور ملک صاحب کی والدہ بھی نہیں۔ اور حضرت مسیح کا آغاز بھی ہے۔ کہ حضرت مریم کے حاملہ ہونے کے بعد تولد ہوئے۔ اور انجام بھی ہے۔ کہ "پھر یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا"۔ مرقس باب ۱۵ آیت ۳۷۔ مگر ملک صاحب کا نہ آغاز ہے۔ نہ انجام۔ چنانچہ عبرانیوں ۷/۱-۳ میں لکھا ہے۔ "اور یہ ملک صدق سالم کا بادشاہ خدا تعالیٰ کا کاہن ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ جب ابراہام بادشاہوں کو قتل کرکے واپس آتا تھا۔ تو اس نے اس کا استقبال کیا۔ اور اس کے لئے برکت چاہی۔ اس کو ابراہام نے سب چیزوں کی دہ یکی دی یہ اول تو اپنے نام کے ملنے کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے۔ اور پھر سالم یعنی صلح کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے۔ نہ اسکی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر۔ بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھیرا"۔ اس آیت میں "خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھیرا" کہنے میں بائبل نویسوں نے سخت بے انصافی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ خدا کے بیٹے یعنی (مسیح) سے مشابہ نہیں۔ بلکہ بہتر ٹھیرتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ پس بن باپ پیدا ہونے کی فضیلت میں تو حضرت مسیح سے کہیں بڑھ کر ملک صدق سالم ہیں۔ پھر ان کو عیسائی صاحبان خدا کیوں نہیں مانتے۔ خدارا وہ اس مقام پر غور فرمائیں۔ وہ اس عقیدہ کو بائبل کے پیمانہ سے ناپیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ وہ صحیح راہ پالیں گے۔

فضیلت کی دوسری وجہ عیسائی صاحبان کے نزدیک حضرت مسیح کو انجیل میں ابن اللہ یعنی "خدا کا بیٹا" پکارے جانا ہے۔ ان الفاظ سے عیسائی صاحبان کا حضرت مسیح کو سچ مچ خدا کا بیٹا قرار دینا بالکل تحکم اور سینہ زوری ہے۔ کیونکہ اس قسم کے الفاظ بلکہ اس سے بڑھ کر دوسرے برگزیدوں کے متعلق بائبل میں موجود ہیں۔ پھر انہیں کیوں سچ مچ خدا کا بیٹا نہ سمجھا جائے۔ بلکہ "کتاب مقدس" سے تو یہاں تک معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کا ایک بیٹا نہیں بلکہ کئی بیٹے ہیں۔ اور انسان پیدائش سے بہت پہلے موجود تھے۔ چنانچہ پیدائش ۶/۱-۴ میں لکھا ہے۔ "جب روئے زمین پر آدمی بہت بڑھنے لگے۔ اور ان کے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تو خدا کے بیٹوں نے آدمی کی بیٹیوں کو دیکھا۔ کہ وہ خوبصورت ہیں۔ اور جن کو انہوں نے چنا۔ ان سے بیاہ کر لیا"۔ پھر لکھا ہے "اور بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے۔ تو ان کے لئے ان سے اولاد ہوئی۔ یہی قدیم زمانہ کے سورما ہیں۔ جو بڑے نامور ہوئے ہیں"۔ اس حوالہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ (۱) انسان کی پیدائش سے پہلے خدا کے بیٹے موجود تھے (۲) اور یہ کہ وہ انسان سے مختلف تھے۔ اور خالص خدا کے بیٹے تھے۔ اور یہ کہ (۳) وہ بہت سے تھے۔ اور یہ کہ (۴) ان کے نطفے سے بڑے طاقتور انسان پیدا ہوئے۔ اب حضرت مسیح کی طرف دیکھیں۔ تو ان کا ابن اللہ ہونا ان ابناء اللہ کے مقابل میں بالکل ماند پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ (۱) یہ انسان کی پیدائش اور اسکی نسل کے پھیلنے کے بہت بعد پیدا ہوئے۔ (۲) اور انہیں ابن اللہ کے علاوہ جگہ بجگہ اناجیل میں ابن آدم بھی کہا گیا۔ پس یہ خالص خدا کے بیٹے بھی نہ ہوئے۔ ہاں خدا کے بیٹوں در بیٹوں کی بیٹیوں در بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کی اولاد ہیں۔

؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

میرے خیال میں بائبل کا یہی ایک حوالہ ہی عیسائیوں

کی تمام عمارت کو متزلزل کرنے کے لئے کافی ہے۔ میں نے جہاں کہیں یہ حوالہ سمجھدار عیسائیوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ بعض کو مبہوت ہوتے اور بعض کو پریشان پایا۔

اس کے علاوہ ان حوالوں کو چھوڑتا ہوا جن میں اسرائیل کو بیٹا بلکہ پلوٹھا اور سلیمان داؤد اور موسیٰ علیہم السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے۔ صرف حضرت مسیح کی اپنی تشریح اس بارے میں درج کرتا ہوں۔ اور وہ ایسا پتھر ہے۔ جسے کوئی بڑے سے بڑا عیسائی بھی ہلا نہیں سکے گا۔ ولو کان بعضهم لبعض ظهيرًا۔ یہود نامسعود کی مخالفت حضرت مسیح کے متعلق ایک مشہور امر ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کی مخالفت سے تنگ آکر دریافت کیا۔ کہ "میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا۔ کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں۔ بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں۔ اور اس لئے۔ کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے۔ کہ میں نے کہا۔ تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا۔ جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ (اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں) آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو۔ کہ تو کفر بکتا ہے۔ اسلیئے کہ میں نے کہا۔ میں خدا کا بیٹا ہوں" یوحنا ۱۰/۳۲-۳۶۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس حوالہ میں اپنے خدا کا بیٹا کہلانے کی ساری حقیقت واضح کر دی۔ جس میں کسی تاویل و مقال کی گنجائش نہیں۔ یعنی یہودیوں کو اپنے خدا کا بیٹا کہلانے کا یہ جواب دیا۔ کہ تمہارے ہاں ان کو خدا کہا گیا ہے۔ جن کے پاس خدا کا کلام آیا ہے۔ پس جن پر خدا کا کلام نازل ہو۔ ان کو خدا کہنا جائز اور میرے لئے خدا کا بیٹا کہلانا ناجائز گویا جو معنے تم وہاں خدا کہلانے کے لیتے ہو۔ وہی معنے میرا خدا کا بیٹا کہلانے کے لے لو۔ قصہ مختصر۔ اب اگر عیسائی صاحبان ان بزرگوں کو جن کے پاس کلام آیا۔ سچ مچ خدا کہیں۔ تو حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہہ لیں۔ اور پھر لطف یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح پھر بھی ان بزرگوں سے شان میں کم رہیں گے۔ جنہیں خدا کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ باپ ہوں گے۔ اور یہ بیٹا اور باپ کو بیٹے پر بہر حال فوقیت حاصل ہے۔

اس ضمن میں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے آپ کو جس پوزیشن میں پیش کیا ہے۔ اور جسے مدار نجات قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا کو ایک سمجھا جائے۔ اور حضرت مسیح کو اس کا بھیجا ہوا یعنی رسول مانا جائے۔

چنانچہ آپ اپنی آخری گھڑی میں بطور وصیت فرماتے ہیں۔ "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ **وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں**" یوحنا ۱۷/۳۔ ناظرین غور فرماویں۔ کہ کیا جو مفہوم ہمارے کلمہ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کا ہے۔ یعنی خدائے واحد و برحق معبود ہے۔ اور محمدؐ اس کا بھیجا ہوا ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ کا اس کے علاوہ کوئی اور مفہوم ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس ہم مسلمانوں کو حقیقی ہمیشہ کی زندگی بموجب ارشاد حضرت مسیح علیہ السلام حاصل ہے کیونکہ ہم خدا کو واحد و برحق جانتے اور حضرت مسیح کو اس کا بھیجا ہوا مانتے ہیں۔ اور عیسائی صاحبان اس کے برعکس بجائے ایک کے تین خدا مانتے اور حضرت مسیح کو خدا کا رسول ماننے کی بجائے خود خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اس لئے وہ کبھی ہمیشہ کی زندگی کے وارث نہیں ہو سکتے۔

ایک اور حوالہ پیش کرنے سے بھی میرا قلم نہیں رک سکتا۔ جس میں صاف لکھا ہے۔ "خدا ایک ہے۔ اور خدا اور انسانوں کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے۔ تمطاؤس ۲/۵۔ یہ حوالہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ بلکہ ببانگ دہل خدا کو ایک اور یسوع مسیح کو انسان بتا رہا ہے۔ اور اس حوالے سے حضرت مسیح کی دو حیثیتوں ایک خدا اور دوسرا انسان کا عذر لنگ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں خدا کے ایک ہونے کے مقابل میں حضرت مسیح کو انسان کہا گیا ہے۔ پس یہاں آدھا تیتر آدھا بٹیر والا معاملہ بھی صاف ہو جاتا ہے۔ باقی دارد (عبدالرحمٰن مبشر مولوی فاضل)

(بقیہ مضمون صفحہ ۸)

صداقت ظاہر ہوتی۔ کیونکہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس خلفاء پر بھی طرح طرح کے الزام تراشے گئے۔ تب اللہ تعالےٰ نے انہیں ہر طرح ان الزاموں سے بری ثابت کیا۔ اسی طرح ہمارا پیارا محمود بھی خدا کے فضل سے تمام الزامات سے بری ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے خبر پا کر مسیح موعودؑ نے پہلے ہی پیشگوئی کر دی تھی۔ جو یہ ہے۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ٭ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا ٭ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذي اخزى الاعادي

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منافق طبع لوگوں کو خطاب

پھر مولانا! انہی لوگوں کو جنہوں نے سلسلہ حقہ سے علیحدہ ہو کر اور "خدا کے رسول کے تخت" کو چھوڑ کر کسی اور جگہ اپنا مرکز بنانا تھا۔ حضور مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا۔ تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے۔ کہ ابھی کون کونسے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں۔ جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں۔ وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے۔ نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں۔ وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں۔ کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے۔ اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں۔ وہ جدا ہو جائیں۔ ان کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں۔ کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں۔ تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی۔ جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۲۲)

چنانچہ آپ کی زندگی میں ہی یعنی "بشیر اول" کی وفات پر کچھ "سچوں اور کچوں۔ مخلصوں اور منافقوں" کے درمیان فرق ہو گیا۔ اور باقی دوسرے "بشیر جس کا نام محمود بھی ہے"۔ کے تخت خلافت پر بیٹھنے سے ہونا تھا۔ اسیئے اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود کی زبان مبارک پر ایسے ہی شعر جاری کروائے۔ جو زمانہ مستقبل میں یعنی حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہدہ خلافت میں پیشگوئی ہو کر آپ کی خلافت صادقہ پر مہر ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:

قدرتِ حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے ٭ یا محبت کے وہ دن تھے یا ہوا ایسا نقار
دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبت دیریں کے رنگ ٭ پھول بنکر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار
جس قدر نقدِ تعارف تھا وہ کھو بیٹھے تمام ٭ آہ کیا دل میں ہے گزرا ہوں میں اس سے دلفگار

پھر چونکہ ایسے لوگوں کے امیر اللہ تعالےٰ کے علم میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے بننے تھے۔ اس لئے اس عالم الغیب ہستی نے بذریعہ رویاء مولوی صاحب موصوف کی حالت کا نقشہ حضور کے سامنے کھینچ دیا۔ جس پر حضور نے فرمایا۔

"مولوی صاحب آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"۔۔۔ البدر جلد ۶ ملا ۲۳ جون ۱۹۰۷ء

پس مولانا! ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت۔ ہمارے ساتھ خدا ہے۔ جو ہمیں دن دگنی رات چوگنی ترقی دے رہا اور دیتا رہے گا۔ پیغامی اور مصری فتنہ کیا دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ کیونکہ ہمارا سپہ سالار وہ ہے۔ جو خدا کا محبوب اور ہمارے مقدس آقا کا لخت جگر ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے ملائکۃ اللہ کا نزول ہوگا۔ (انشاء اللہ)

اہل پیغام اور مصری پارٹی کے ممبرو! کان کھول کر سنو۔ ہمارا مقدس امام جس کی خاطر ہمارا تن بدن۔ دھن سب کچھ فدا ہونے کو تیار ہے۔ کیا فرماتا ہے۔

"اگر مجھے خلیفہ ماننے والے بھی سب کے سب نہ ماننے والے ہو جاتے۔ اور کوئی بھی مجھے نہ مانتا۔ اور ساری دنیا میری دشمن اور خون کی پیاسی ہو جاتی۔ جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی۔ کہ میری جان نکال لیتی۔ تو بھی میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا۔ اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت کو رد کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا۔" (برکات خلافت صفحہ ۲۱)

دعا۔ اے زمین و آسمان کے مالک ہمارے پیارے خدا۔ ہمارے مقدس خلیفہ کی عمر میں برکت ڈال۔ اس کے دشمنوں کو خائب و خاسر اور ناکام و نامراد رکھ۔ تاہم اس کے زیر سایہ بھولی بھٹکی دنیا کو تیرے آستانہ الوہیت پہ لاسکیں۔ اللّٰھم آمین۔

مصری فتنہ کے الزام مولوی ثناء اللہ کی نظر میں

مگر مولانا! میں حیران ہوں۔ کہ آپ نے مندرجہ بالا بات کیسے تحریر کی جبکہ آپ ابھی پچھلے دنوں میں ہی ایسے لوگوں کے الزاموں کے متعلق تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ

"انصاف تو یہ ہے۔ کہ ہائی کورٹ میں ذکر آنے سے بد اخلاقی کا ثبوت نہیں ہوا۔ اسکی مثال قرآن مجید میں فرعون اور شیطان وغیرہ کے اقوال ہیں۔ جو بطور حکایت کے درج ہیں"۔

(اہلحدیث ۱۶ر دسمبر سنہ ۳۸ء)

ہاں اب یاد آیا۔ کہ آپ کی طبیعت میں ایسا ہی داخل ہے۔ جیسا کہ اخبار "مشرق" ۲۹ر مارچ سنہ ۱۹۲۳ء میں بھی لکھا ہے۔ کہ "مولانا نے طبیعت اور

مزاج ایسا ہی پایا ہے۔ "گھڑی میں کچھ گھڑی میں کچھ" مولانا! دیکھا۔ خاکسار آپ کی خاطر کہاں کہاں سے سرٹیفکیٹ لارہا ہے۔ ناراض نہ ہوجیے۔ قدرت کو ایسا ہی پسند ہے۔ ؎

کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک
اژدہا بن بن کے آئے ہوگئے پھر سوسمار

اہل پیغام و مصری پارٹی سے خطاب

اے اہل پیغام و مصری پارٹی کے ممبرو! کاش تم دشمن ہی کے فیصلہ کو دیکھ کر افتراء اور بہتانوں سے باز آؤ۔ کیونکہ کسی مقدس انسان پر بے جا الزام تھوپنا انسانیت نہیں ہے۔ کیا تم اس طرح کی باتیں حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرکے کامیاب ہوجاؤ گے۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ بلکہ تم اپنی ہی عاقبت برباد کرلوگے۔ کوئی ہے۔ جو نصیحت حاصل کرے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مطالبہ اور حضرت مسیح موعودؑ کا پیدا کردہ انقلاب

پھر مولانا! چاہیئے تھا۔ پہلے آپ تاریخ انبیاء کی ورق گردانی کرلیتے اور بعد اس کے لکھتے کہ "تیس سال مرزا صاحب کے انتقال کو بھی ہوگئے۔ نہ کوئی سلطنت دنیا کی زیرنگیں آئی۔ نہ کسی انجمن کا نظام آپ نے بدلا۔ نہ کوئی انقلاب ہوا" (ص۵ کالم ۲) افسوس! چند انبیاء کی فہرست ہی پیش کی ہوتی جنہوں نے "تیس سال" کے قلیل عرصہ میں دنیا کی کسی بڑی حکومت پر قبضہ کرلیا ہو۔ کیونکہ آپ تحریر فرما چکے ہیں۔ "بڑے مرزا صاحب کا دعوےٰ تھا کہ میں منہاج نبوت پر آیا ہوں"۔ (ص۶ کالم ۲) باقی رہا "انقلاب" تو کیا یہ کم انقلاب ہے۔ کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو باطل عقائد سے چھڑا کر عقائد حقہ کی طرف جھکا دیا۔ اور اپنی قوت قدسی سے اور خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے ایک ایسی جماعت پیدا کردی۔ جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اور معاندین اسلام کو نیچا دکھانے کے لئے دیوانہ وار مختلف ممالک میں گھوم رہی ہے۔ اور اس کے ذریعہ ہزاروں سعید روحیں حق کی طرف آچکیں۔ اور آرہی ہیں۔ آپ بتائیں۔ کہ جماعت وہابیہ نے کونسا انقلاب پیدا کیا؟ جماعت وہابیہ کی جو اس وقت حالت ہے۔ وہ کسی دشمن کی زبان سے نہیں۔ بلکہ اکابرین اہلحدیث میں سے ایک یعنی مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے ہی الفاظ میں درج ذیل کرتا ہوں۔ مولوی صاحب موصوف حال ہی میں لکھتے ہیں:۔

"..... زمانہ حال کی سیاسی تحریکیں کچھ ایسی طرح واقع ہوئی ہیں۔ کہ مسلمان عام طور پر بجائے دین میں مضبوط ہونے کے دین سے بے پروا ہورہے ہیں اور بجائے متفق و منظم ہونے کے مختلف پارٹیوں میں منقسم ہورہے ہیں۔ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کا معاملہ ہو رہا ہے۔ جماعت اہلحدیث بھی مختلف پارٹیوں (احراری۔ خاکساری مسلم لیگی، اور کانگرسی) میں بطور ماتحت رعیت کے داخل ہوکر اپنا پرانا اور بنیادی اور امتیازی سبق توحید وسنت بھی بھول گئے۔ سیاسی جلسوں میں بینڈ باجے بج رہے ہیں۔ غیراللہ کے نعرے لگ رہے ہیں۔ نمازیں ضائع ہورہی ہیں۔ اور افراد اہلحدیث نہایت جوش اور مسرت سے بدیں خیال رضاکاران خدمات بجالارہے ہیں۔ کہ اس طریق سے ہم کو دہلی کا تخت واپس مل جائے گا۔" (اہلحدیث ۲۰ جنوری ص۶ کالم ۳)

سچ ہے ؎
دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

احمدیوں کو سلطنت کب حاصل ہوگی

ہاں جناب! سلطنت تو احمدیوں کو ضرور حاصل ہوگی۔ مگر اتنی جلدی نہیں۔ احمدی قوم کو ابھی مزید قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ جب تک کہ اسلامی آفتاب اپنی پوری آب وتاب سے طلوع نہیں ہوتا۔ اتنا کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ حضرت احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی ہوگا۔ حضورؑ کا زمانہ تین صدیاں ہے۔ جیسا کہ حضرت خود تحریر فرماتے ہیں:۔ "مسیح موعودؑ کا زمانہ اس حد تک ہے جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والے یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائیں گے۔ اور اسکی تعلیم پر قائم رہیں گے۔ غرض قرون ثلاثہ کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری ہے۔" (تریاق القلوب ایڈیشن دوم ص۳۷۸)

بڑی بڑی انجمنوں نے ہمیں نکالدیا تو کیا ہوا!

پھر مولانا آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ "پنجاب کی بڑی انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن ترقی تعلیم امرتسر سے مرزا صاحب کے مریدوں کو غیر مسلموں کی طرح نکالدیا گیا۔" بھی حضرتؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اول تو الٰہی سلسلوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ دوسری جماعتیں انہیں حقیر تر سمجھتی ہیں۔ دوم خدا تعالیٰ کا بھی یہی منشاء تھا کہ اسکی مقدس جماعت علیحدہ طور پر خدمت اسلام کرکے دیگر مسلمانوں کو جو اپنے تئیں اسلام کے بہت بڑے حامی قرار دیتے ہیں۔ بتادے کہ الٰہی جماعتیں بڑے بڑے افراد پر ہی ترقی نہیں کرتیں۔ بلکہ ان کا حامی وناصر خود خدا ہوتا ہے۔

سوم۔ لکھتے وقت آپ اپنے ہی گریبان میں جھانک لیتے۔ تو کالم کے سیاہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ مانا ہمیں تو انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن ترقی تعلیم امرتسر نے نکال دیا۔ مگر آپ کے بھائی بند حنفیوں نے آپ کی پارٹی وہابیہ کے ساتھ کونسا نیک سلوک کیا۔ جس کے برتے ہم پر اعتراض کرتے ہو۔ افسوس آپ اپنا ہی لکھا ہوا بھول گئے[1] جو آپ نے "تنقید تقلید" کے ص۲۱ پر رسالہ "وہابیوں کی امامت" سے دو شعر درج کئے تھے اور جو یہ ہیں:۔ ؎

عداوت کو بددین سے فرض جانو
وہابی کو دشمن شریعت کا مانو
نہ پڑھنا نماز ان کے پیچھے بھراؤ
مرمت کرو ان کی جس جا یہ پاؤ

پھر لکھا ہے:۔ "مسلمانوں کو لازم ہے۔ کہ کوئی اپنی مسجدوں میں..... وہابی امام نہ رکھے۔ اگر رکھیگا۔ تو سب کی نمازوں کا ضامن ہوگا۔ اگر کوئی ایسا موقع ملا۔ جہاں وہابی..... نماز پڑھتا ہو۔ تو اسوقت اکیلے نماز پڑھ لے۔ ان کی جماعت جماعت نہیں۔" (وہابیوں کی امامت ص۲۵ منقول از تنقید تقلید ص۲۲)

ہاں حضرت مولانا اور سننا چاہتے ہو۔ تو کان کھول کر سن لو۔ اس وقت میرے سامنے ایک رسالہ "اباطیل وہابیہ" آپ ہی کے شہر امرتسر کا چھپا ہوا پڑا ہے۔ جس سارے کو چھوڑتا ہوا نمونۃً دو تحریریں بطور ہدیہ آپ کی خدمت والا میں پیش کرتا ہوں۔ سنئے اور پھولا نہ سمائیے مصنف صاحب ص۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"جملہ اہل اسلام کو واضح ہو۔ کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایک فرقہ عنقریب آنے والا ہے۔ جو تمہارے سامنے ایسی ایسی احادیث پیش کرے گا۔ جو نہ تم نے اور نہ تمہارے باپ دادا نے کسی سے سنی ہوں گی۔ وہ بزرگان دین پر لعن طعن کریں گے۔ اور ان کی زبان شیریں ہوگی۔ اور قرآن وحدیث پڑھیں گے۔ لیکن یہ حلق کے نیچے نہ اتریگا پس اس فرقہ سے بچنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم کو گمراہ کر دے۔ کیونکہ یہ فرقہ دین کا دشمن ہے۔ اور ان کے بچنے سے مراد یہ ہے۔ کہ ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور نماز وغیرہ پڑھنا نہیں چاہیئے۔

پس اب اہل اسلام ذرا غور کی نگاہ سے مذکورہ نشانات دیکھیں۔ کہ آنحضور علیہ السلام نے جس فرقہ ضالہ کی نسبت ارشاد فرمائے ہیں۔ وہ سب کے سب اس فرقہ غیر مقلدین وہابیہ میں پائے جاتے ہیں۔" پھر اسی طرح ص۳۰ پر لکھا ہے۔ "غیر مقلدین نے گھبرا کر سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری میں بجائے وہابی کے اہلحدیث لکھوا دیا ہے۔ اور در حقیقت اہل حدیث کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ اہل حدیث تو تمام دنیا کے مسلمان ہیں۔ غیر مقلدین پر کیا منحصر ہے۔ اور غیر مقلدین حقیقت میں اہلحدیث ہو ہی نہیں سکتے۔ اسلئے کہ ان کے تمام کام احادیث شریفہ اور قرآن کے خلاف ہیں۔ خدائے پاک کو یہ بُرا بھلا کہیں۔ اس کے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ گالی دیں۔ بزرگان دین کی یہ توہین کریں۔ غیر مقلدین کو اہلحدیث کہنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔"

"میرے عزیز دوستو۔ بزرگو! ان سب باتوں کا علم ہوتے ہوئے غیر مقلدین دشمنان خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کے ہاں بیاہ شادی کرنا۔ ان کے ساتھ کھانا پینا۔ اور ان سے میل جول رکھنا ایک ناقابل تلافی شرعی جرم ہے۔ جس سے بچنا ہر ایک مسلمان کا فرض منصبی ہے۔"

مولانا! اگر مزید کچھ تازہ بتازہ سننا چاہتے ہو۔ تو چند دنوں کے لئے ہمارے ضلع کے قصبہ کوٹلی لوہاراں غربی نامی میں چلے جاؤ۔ ہر ہفتہ مولوی محمد بشیر صاحب اور ان کے فرزند مولوی ابوالنور محمد البشیر صاحب بشیر نیز ان کے چچا حافظ امام الدین صاحب حنفی المذہب آپ کو خوب مزے کی سنائیں گے۔ یا ایک آنہ کا لفافہ اپنے مریدین حاجی عبدالغنی صاحب یا مولوی عبدالعزیز صاحب یا مولوی عبدالواحد صاحب کی طرف لکھدو۔ وہ آپ کو ان کی تقریروں اور لطف دار وعظوں کے نوٹ لکھ کر بھیج دیں گے۔ جنہیں لے کر آپ بخوشی اپنے پرچہ "اہلحدیث" میں شائع فرمادینا۔ تاکہ ہم بھی پڑھ لیں۔ کہ آپ کے بھائی بند حنفیوں نے آپ کو کیا کیا تحفے بھیجے ہیں۔ میرے خیال میں بہتر ہوگا۔ کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری ہی کو بلا کر متصل محلہ ڈھاب کھٹیکاں بذریعہ وعظ بمعہ اپنی پارٹی ثنائیہ کچھ سن لیں۔ کیونکہ وہی آپ کا جی خوش کردیں گے ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

بالآخر کیا میں امید رکھوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور ان کے شاگرد معمار صاحب وہمچو دیگر ثنائی پارٹی کے جوشیلے ممبر پھر کبھی بھی ایسے اعتراض خدا کے صادق مامور اور اسکی جماعت پر نہ کرینگے۔ جن سے ان کی اپنی پردہ دری ہوتی ہو۔ مولانا ؎

اگر اب بھی نہیں سمجھے تو پھر تم سے خدا سمجھے

ضروری نوٹ

ناظرین اگر ضرورت پڑی۔ تو مولوی صاحب کی خود اپنی ذات کے متعلق غیروں کی نہیں۔ بلکہ وہابیوں ہی کی تحریرات سے بتایا جائے گا۔ کہ انہوں نے کیا کیا مولوی صاحب کو القاب دیئے ہیں۔ فی الحال آپ حضرات "فیصلہ مکہ" اور اخبار "تنظیم اہلحدیث" روپڑ کے فائل اٹھا کر ملاحظہ فرمادیں۔ فقط۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ سابق ثنائی
خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی۔ قادیان

---

[1] حاشیہ:۔ مولوی صاحب معاف رکھنا آپ پر بھی صادق آتی ہے۔ جو آپ نے مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھی تھی۔ یعنی "میرے مکرم دوست پر بڑھاپے کے اثر سے ذہول ہوگیا۔ ورنہ اگر یاد [illegible] ("تنقید تقلید" ص۴۲)

عید الضحیٰ } جو دوست عید الضحیٰ کے تینوں دنوں یکم۔ دو۔ تین فروری کو خط لکھیں گے۔ ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل ادویات مطابق اعلان خاص رعایت سے روانہ کی جائیں گی۔ بشرطیکہ خط پر ڈاک خانہ کی مہر ۱-۲-۳ فروری کی ہو تمام ضرورتمند احباب کو اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

طاقت کی زبردست اکسیر

امرت بوٹی رجسٹرڈ

جسم کے تمام کمزور اعضاء کو طاقتور بنانے میں نہایت مفید زود اثر دوا ہے۔ نوجوانوں کی اکثر بداعتدالیاں اسی دوا سے رفع ہوئی ہیں۔ ۵۰ گولی عہ کی بجائے عہ ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش عا ۱۲ ار کی بجائے صرف دو روپیہ ہیں۔

دماغی کمزوری کی بہترین دوا

برین ٹون

دماغی کام کرنے والے دوستوں کے لئے ایک نئی قسم کی اکسیر دوا ہے۔ اس کا اثر براہ راست دماغ پر ہوتا ہے۔ نسیان۔ دائمی نزلہ زکام کے لئے مفید ہے۔

۶۰ گولی عہ ۸ ار کی بجائے عہ ر

قوائے خاص پر فوری اثر کرتا ہے

جامِ شباب

چند دنوں کے بعد ناقابل برداشت قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ مقوی اعصاب۔ خاص مردانہ قوائے پر فوری اثر کرتا ہے۔ صرف شادی شدہ دوست طلب فرماویں شیشی کلاں دو روپیہ کی بجائے عہ ۸

مقوی بدن۔ مولد خون۔ مادہ حیات کی اصلاح کرنیوالا

سفوف اعظم جواہر والا

مادہ حیات کی ہر قسم کی کمزوری قابل اولاد بناتا ہے۔ مردوں کی امراض مخصوصہ کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔ تیس خوراک کا مکمل بکس عا کی بجائے عہ ر

صرف پژمردہ اور کمزور عورتوں کے لئے

سُندر وٹی

ایسی عورتیں جو کمی خون یا کمزوری خون کی وجہ سے ہمیشہ کمزور رہتی ہوں۔ ان کو سُندر وٹی استعمال کرنی چاہیئے۔ ۵۰ گولی عہ کی بجائے صرف عہ ر

بواسیر کی مجرّب گولیاں

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابی حضرت خلیفہ اول رضؓ کے خادم سے ہمیں دستیاب ہوا۔ کثرت سے دوستوں نے ان گولیوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ دونوں قسم کی بواسیر کیلئے مفید ہے۔ ۶۰ گولی عا کی بجائے عہ ۸

طبی دنیا میں جدید قسم ایجاد کا حیرت انگیز اضافہ

حُسن نکھار

چہرہ اور جسم کے بدنما داغوں۔ چھیب۔ چھائیوں۔ کیلوں۔ مہاسوں۔ برص کے ابتدائی داغوں کو دور کرتا ہے۔ عمدہ خوشبو رکھتا ہے۔ شیشی کلاں عہ ر کی بجائے ۱۰ ار

چہرہ کو جلدی امراض سے محفوظ رکھتا ہے

خوشبودار **رفیق جمال** خوشبودار

تندرست مرد اور عورتیں اگر اس کو استعمال کرتے رہیں۔ تو چہرہ ہر قسم کی بیماریوں کیلوں۔ داغوں۔ چھائیوں سے محفوظ رہے گا۔ شیشی کلاں ۱۲ ار کی بجائے ۸ ر میں

پائیریا یا ناسخورہ کے مایوس بیمار مکمل بکس عید کی رعایت سے طلب کریں بکس کلاں عا ۱۲ کی بجائے ۸ ر

ملنے کا پتہ:۔ منیجر احمدیّہ یونانی فارمیسی جالندھر کینٹ پنجاب

فاروق کی خریداری کیلئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کا ارشاد

جو ۲۷ دسمبر ۳۸ء کو جلسہ سالانہ پر حضور نے فرمایا:

(۱) "وہ دوست جو "الفضل" خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ فاروق خرید کر سلسلہ کی تمام اہم خبروں اور خطبات وغیرہ سے آگاہ ہوتے رہیں"۔

(۲) "پہلے اسکی قیمت پانچ روپے سالانہ تھی۔ مگر اب ڈھائی روپیہ کر دی گئی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ایک پرچہ ایک آنہ سے بھی کم میں مل سکتا ہے۔ یہ کوئی زیادہ قیمت نہیں"۔

(۳) "پس دوستوں کو علاوہ دیگر مضامین اور خبروں کے میرا خطبہ جمعہ بھی "فاروق" کے ذریعہ مل جائے گا۔ جس کا پڑھنا جماعت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے"

حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں آپ کا فرض ہے۔ کہ بہت جلد فاروق کے خریدار بن جائیں۔ اور دوسروں کو بھی خریدار بنائیں۔

(منیجر)

قربانی کی کھالوں اور عید فنڈ کا صحیح مصرف

احباب اور عہدہ داران جماعت کی ذمہ واری

خدا تعالےٰ کے فضل سے عنقریب عید الضحیٰ ہوگی۔ ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عید کی خوشی میں مشغول ہوگا۔ لیکن ہماری عید اسی میں ہے۔ کہ ہم ایسے اعمال بجا لائیں۔ جن سے خدا تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اور یہ عید دراصل اسی حقیقت کو تازہ کرنے کے لئے ہر سال آتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی مثال کے پیش نظر ان کے نقش قدم پر چل کر خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

خدا تعالےٰ کا یہ خاص فضل ہے۔ کہ اس نے ہمیں اس مامور کے زمانہ میں پیدا کیا۔ اور پھر اسکی شناخت کی توفیق دی اس کو ابراہیم بھی کہا گیا ہے۔ دوسروں کے لئے ابراہیمؑ کی قربانی پوشیدہ ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمارے لئے اس ابراہیم کی قربانیوں کے نظائر نے مشاہدہ کا رنگ دے دیا ہوا ہے۔

ہم پر اس مامور کے ذریعہ اپنے روشن اور چمکتے ہوئے نشانوں سے خدا تعالےٰ نے اپنی ورا الورا ہستی کو ظاہر کیا۔ اب ہمارے لئے قربانی کا کرنا مشکل نہیں رہا۔ ہمارے لئے ہر کام اور ہر میدان میں قربانی کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس وقت سب سے بڑھ کر اہم اور ضروری مالی قربانی کا مطالبہ ہے۔ جس کے ذریعہ جماعت دینی جہاد میں مصروف ہے۔ لازمی چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کے علاوہ اگر ہم دیگر عارضی ذرائع آمد کو بھی نظر انداز نہ ہونے دیں۔ تو اس ذریعہ سے بھی بہت کچھ مالی خدمت کی جا سکتی ہے۔

مثلاً اس وقت عید الضحیٰ کا موقعہ ہے ان دنوں بہت سے احباب قربانی دینگے اگر قربانی کی کھالوں کو ہر ایک جماعت انتظام کے ماتحت فراہم کرنے اور فروخت کرنے کا انتظام کرے۔ اور اس روپیہ کو مرکز میں بھجوا دیا جاوے۔ تو ایک کافی رقم اس ذریعہ سے بھی سلسلہ کی ضروریات کے لئے مہیا ہو سکتی ہے۔ کھال قربانی مرکزی مد ہے۔ اس کا روپیہ کلیتہً مرکز میں آنا ضروری ہے۔

اسی طرح عید فنڈ بھی ایک مرکزی فنڈ ہے۔ اسکی ابتداء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہوئی۔ شروع میں جب اس چندہ کی ابتداء ہوئی۔ اسکی شرح ایک روپیہ فی کس (ہر کمانے والے) کے حساب سے مقرر تھی۔ عرصہ تک احباب اسی شرح سے ادا کرتے رہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے اسے اتنی اہمیت نہیں دی جاتی۔ جیسے کہ چاہیئے۔ حالانکہ ضروریات سلسلہ پہلے کی نسبت بہت زیادہ بڑھ چکی ہیں۔ اسلئے آمد مقابلۃً بہت کم رہ گئی ہے۔ حالانکہ جماعت خدا کے فضل سے بہت ترقی کر چکی ہے۔

اکثر احباب نے اس فنڈ میں چند آنے یا پیسے دینا ہی کافی خیال کیا ہوا ہے۔ پس احباب اور عہدہ داران جماعت کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اس چندہ کی فراہمی بھی حتی الوسع اسی شرح سے کی جاوے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھی یعنی ہر کمانے والے سے ایک روپیہ کے حساب سے (اس سے زیادہ جس قدر کوئی چاہے۔ دے) وصول کیا جائے۔ سوائے ایسے شخص کے جو اس شرح سے ادا کرنے کے ناقابل ہو۔

اس چندہ کو باقاعدگی کے ساتھ عید سے قبل لوگوں کے گھروں پر جا کر وصول کیا جائے۔ اور وصول شدہ رقم بہت جلد مرکز میں بھجوا دی جاوے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولیٰ کریم ہم سب کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بیش از بیش قربانیوں کے مواقع عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)